

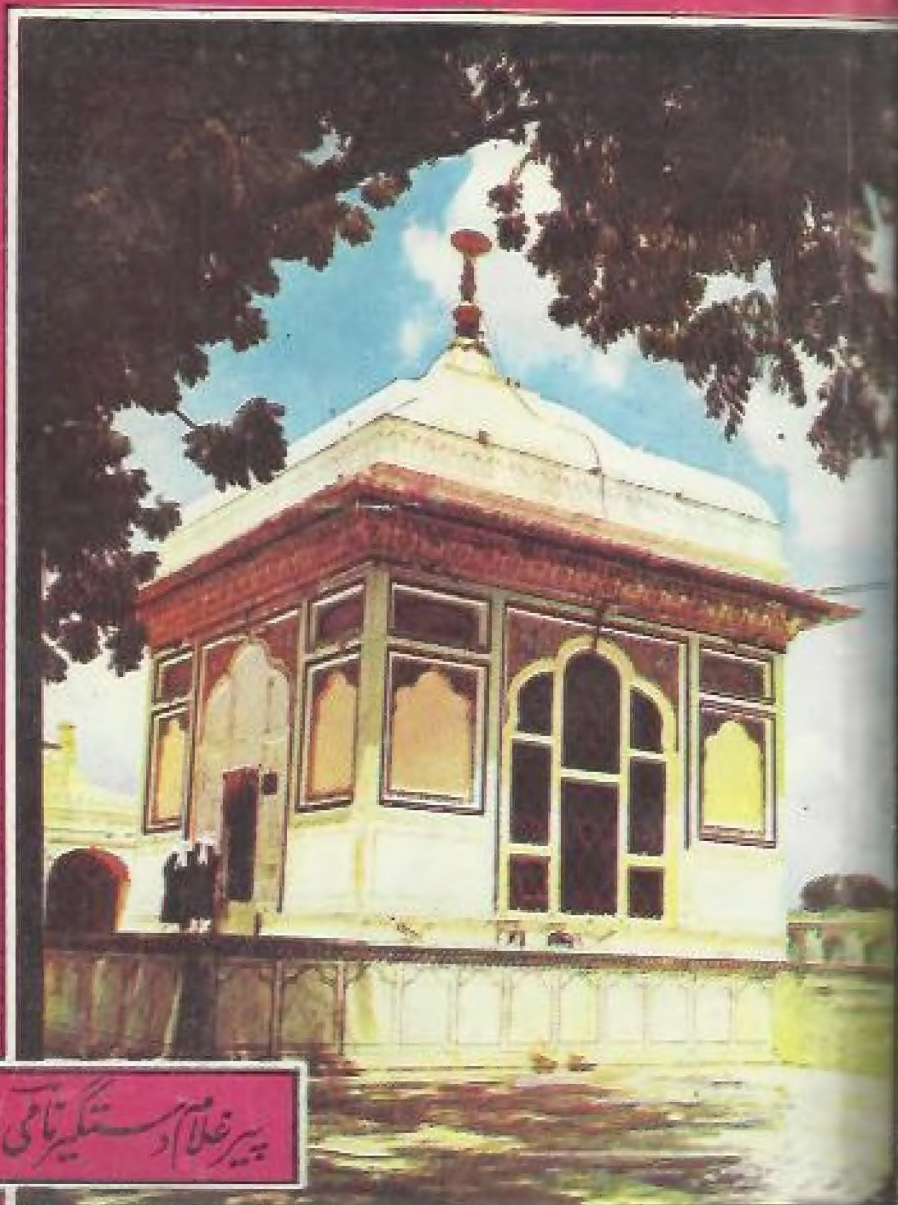
سوانح
حیات

حضرت میاں

فاروقی

قادری

رحمۃ اللہ علیہ



پیر غلام دستگیر تاقی

سوانح
حیات
حضرت میاں میر
فاروق
قادری
رحمۃ اللہ علیہ

پیر غلام دستگیر نامی رحمۃ اللہ علیہ



شاد باغ،
لاہور (پاکستان)
ادارہ معارف لغمانیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

ایک زمانہ محبت، با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت ہے ریا

عرض ناشر

حضرت پیر غلام دھگیر نائی سروردی سجادہ نشین حضرت عبدالجلیل چوہدر شاہ بندگی سروردی (لاہور) داماد سلطان سکندر اودھی (رحمۃ اللہ علیہم) اپنے زمانے کے جید عالم، مورخ، ادیب، شاعر اور مصنف تھے اسلامی قانون وراثت اور فن تاریخ کوئی میں پورے ملک میں ان کا کوئی نظیر و ہم عصر نہیں تھا۔ پوری زندگی انہوں نے خدمت دین اسلام کے لئے وقف کر رکھی تھی۔

دائرۃ الاصلاح لاہور کے ذریعے بے پناہ علمی خدمات سر انجام دیں اور خانقاہ جلیلہ کے اوقاف کی جانب سے متعدد ضخیم کتب سلسلہ سروردیہ پر چھاپ کر بلا قیمت تقسیم کیں اور اپنے خاندانی بزرگوں کے حالات پر ”تاریخ جلیلہ“ نامی کتاب لکھ کر سلسلہ سروردیہ اور بزرگان لاہور کی توجہ کا مرکز بن گئے کاش ہر درگاہ کا ہر سجادہ نشین نائی صاحب جیسا صحیح العقیدہ سنی، ذی علم اور ناشر علوم و ہنر ہوتا تو آج کے حالات دیکھنے میں نہ آتے۔

حضرت نائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور کے متعدد بزرگوں پر تبلیغی کتبہ نظر سے مختصر رسائل لکھے ان میں سے ایک رسالہ حضرت فاروق اعظم کے تحت ”جگر“ غوث الاعظم کے فیض کے منبع و مرکز حضرت شیخ مہیاں میر رحمۃ اللہ علیہ پر ۷۸ء میں تحریر فرمایا جو متعدد بار طبع ہونے کے باوجود ایک عرصہ سے ناپید تھا۔ چنانچہ حضرت نائی صاحب والے تبلیغی ہڈیہ کے تحت ہم اسے چھاپنے کی سعادت حاصل کر

سلسلہ اشاعت نمبر ۶۰

رحمۃ اللہ علیہ

نام کتاب	سوانح حیات حضرت میاں میر فاروقی قادری
تالیف	پیر غلام دھگیر نائی
صفحات	۵۶
کپوزنگ	ایم یو کپوزنگ سنٹر دربار مارکیٹ لاہور
تعداد	۱۵۰۰
سال اشاعت	۱۳۱۳ھ / ۱۹۹۳ء
ناشر	ادارہ معارف نعمانیہ لاہور
ہدیہ	دعائے خیر

نوٹ :

بیرونی حضرات = ۵/ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے طلب کریں

عطیات بھیجنے کیلئے :

ادارہ معارف نعمانیہ کرٹ اکاؤنٹ نمبر ۳۱-۱۵۰۳ حبیب بینک شاہباغ برانچ لاہور

ملنے کا پتہ :

ادارہ معارف نعمانیہ ۳۲۳ شاہباغ لاہور۔ ۵۴۹۰۰ پاکستان

رہے ہیں امید ہے کہ اہلسنت کا اصلاح پسند طبقہ اور دین مصطفویٰ کی سرپرستی اور صحابہ کرام کی پیروی کے خواہشمند حضرات ہماری اس پیش کش کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے دعائے خیر سے یاد فرمائیں گے۔

حضرت نانی رحمۃ اللہ علیہ کے بیوکار جناب میاں محمد دین کلیم مورخ لاہور نے تذکرہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے ایک مفصل کتاب ۱۹۸۶ء میں لکھی جو ادارہ ضیاء القرآن لاہور سے زیور طباعت سے آراستہ ہو کر مقبول اہل نظر ہوئی تفصیلات کے خواہش مند جناب میاں کلیم صاحب مرحوم کی کتاب ملاحظہ فرمائیں

”ادارہ“

نوٹ :- اس کتاب کے اندر میاں بیو جہاں جہاں لکھا گیا ہے اس سے مراد حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

تلاذ غلام شمس نامی
حضرت مولانا پیر ادبیر نامی

آخری آرام گاہ مدینہ ہدیوں ضلع شیخوپورہ

ابوالطاف صاحب قد احسن قدا

ماصل حق حضرت نانی ہوئے
اوڑھ کر ابرسیہ کی اک قسب
نام نانی ہے غلام دستگیر
اے کہ تو تھا عاشق سبط رسول
عشق کی تفسیر تھی تیری سرشت
اللہ اللہ صوفی کامل تھا تو
تیرے اوصاف عید کے سبب
ڈھونڈ لی تو نے صراطِ مستقیم
عزم و استقلال تھا تیرا اہل
مدحت اصحاب تھا تیرا شمار
اہل دل اہل نظر، اہل قلم
فنِ نظم و نثر میں تیرے حضور
حضرت روحی کی نسبت کے سبب
تیری مشق خاک سے مہر اویزا
پھول جھرتے تھے دم گفتار کیا
پانگے تجھ سے ہدایت کا سبق
تھی ابھی دنیا کو تیری استیلا
قبر پر جو رحمت حق کا نزول

پوچھی جب تارِ سخن جلست اے خدا

بولا اناقت، نامی شیریں سخن

۱۳ ۸۱

فہرست مضامین سوانح حیات حضرت میاں میر قدس سرہ

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے جد اعلیٰ
حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ قادری کے پیشوائے اعلیٰ
سلسلہ نسب شاہ جیانی رحمۃ اللہ علیہ
فجر طریقت حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ
منقبت حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ
اسماء والدین حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ
حال مرشد حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ
بذاب درد کرنے کے لئے ورد گلہ

غار حرا میں رات

وفات و مدفن و مریدان حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ و لباس

حال عبادت و طریق نشست

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اور سماع

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق

چند مشکل مسائل کا حل

شریعت، طریقت اور حقیقت کی تشریح

ملاقات بادشاہ جہانگیر و شاہجہان

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی چند کرامتوں کا بیان

مداراجہ رنجیت سنگھ کی توبہ

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ درگاہ میں اور گرد و پیش مزارات

بارہ بیگم مرغومہ

حکیم فقیر محمد چشتی

تاریخ رحلت و عرس حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ

حالات دارالحدود

تاریخ تالیف کتاب ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ واصحابہ اجمعین

خدا در انتظار حمد ما نیست

محمد چشم بر راہ ثنا نیست

محمد حامد حمد خدا بس

خدا مداح شان مصطفیٰ بس

حضرت میاں میر کے جد اعلیٰ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے خلقت کی ہدایت کے لئے اپنے حبیب پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اس وقت مکہ میں واقع کعبہ جسے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ خدائے واحد کی عبادت کے لئے تعمیر کیا تھا، بتوں کا تیرتھ بنا ہوا تھا۔ خدائے تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خدائے واحد کی عبادت کرنے اور بتوں کی پرستش چھوڑنے کی تبلیغ کی تو چند سعید روح اشخاص مثل ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوانوں میں اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لڑکوں میں مشرف بہ اسلام ہوئے یہ نو مخلص صحابی تھے۔ دسویں کی جگہ خالی تھی تاکہ عشرہ و مہشرو کی تعداد پوری ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ یا اللہ قریش میں ذی عزت و وجاہت دو اشخاص ہیں ایک ابوالحکم

(جو کفر پر تھے رہنے کی وجہ سے ابوہنبل مشہور ہوا) اور دوسرا عمر بن خطاب ان دو میں سے ایک کو مشرف بہ اسلام کر کے اپنے دین (اسلام) کو تقویت دے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے دین کی شوکت کے لئے عمر کے حق میں دعا قبول کی۔ کیونکہ اس کی مشیت میں تھا کہ یہی جو ہر قابل ہے اور یہی کسی اور قیصر کے ممالک کا مالک مسلمانوں کو بنائے گا۔ عمر گھر سے نکلا اور لے کر نئے تو اس نیت سے تھے کہ معاذ اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر اقدس ہم کریں گے مگر توفیق الہی شامل حال ہوئی اور آپ نے جا کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں میں سر پر غور رکھ دیا۔

نکلے تھے سر کو لینے مگر دے کے سر چلے

یہ تھے حضرت عمر جو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لقب سے مشہور ہیں اور جن کی اولاد میں ہونے کا حضرت شیخ محمد میر المعشہور میاں میر کو شرف حاصل ہے۔

مجھے شجرہ فہرستی کا شوق ہے مگر افسوس ہے کہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب مکمل نہیں ملا۔

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جاہی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست



حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ قادریہ کے پیشوائے اعلیٰ

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ قادری سے عقیدتاً پیوستہ تھے جس بزرگ سے یہ سلسلہ مشہور ہوا ان کا نام نامی اور اسم گرامی مشہور زمانہ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ہے۔

سلسلہ ارادت : حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۱۱ھ مرید تھے شیخ ابو سعید مغزی متوفی ۵۵۳ھ کے اور آپ مرید تھے شیخ ابوالحسن ہکامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی یکم محرم ۵۸۶ھ) کے بعد جو جد اعلیٰ ہیں مولف کتاب نیازمند نامی کے اور آپ شیخ ابو الفرج محمد طرطوسی (متوفی ۵۳۷ھ) کے اور آپ مرید تھے شیخ عبدالواحد حمیمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۲۵ھ) کے اور آپ مرید تھے شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۳۳ھ) کے اور آپ مرید تھے سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۹۷ھ) کے اور آپ مرید تھے شیخ سبطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۵۰ھ) کے اور آپ مرید تھے حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۰۰ھ) کے اور آپ مرید تھے خواجہ داؤد طائی (متوفی ۵۹۰ھ) کے۔ اور آپ مرید تھے خواجہ حبیب عجمی (متوفی ۵۵۶ھ) کے۔ اور آپ مرید تھے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۱۱ھ) کے اور آپ مرید تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۵۰ھ) کے اور آپ فیضیاب محبت تھے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (متوفی ۱۱ھ) کے۔

امام محمد امیر رحمۃ اللہ علیہ جو عبداللہ محض کے اخیانی (ہاں جائے) بھائی تھے
 اپنی از بطن سیدہ فاطمہ بنت امام حسین اور سید عبداللہ محض حضرت جیلانی کے جد اعلیٰ
 تھے۔

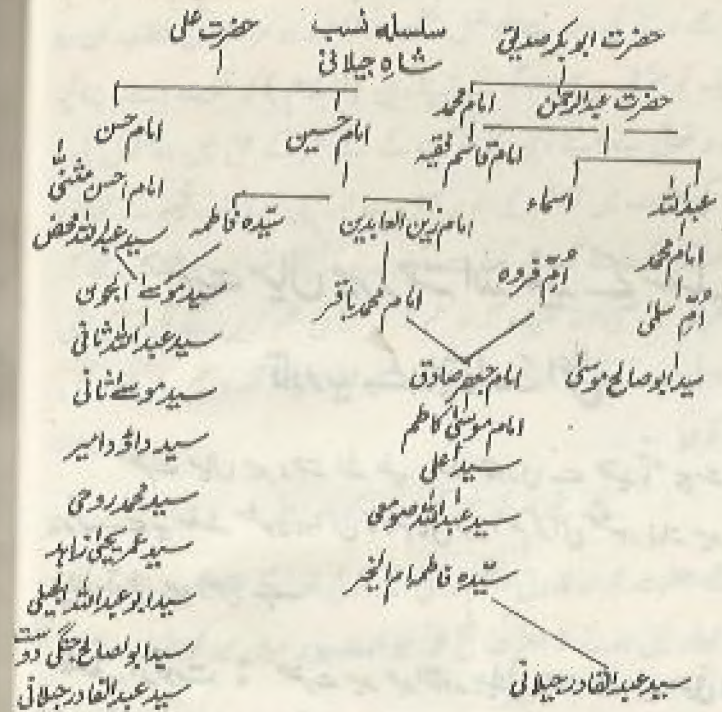
شجرہ طریقت حضرت میاں میر تاسید عبدالقادر جیلانی

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ میر تھے حضرت شیخ خضر ابدال رحمۃ اللہ علیہ
 بابائی کے اور یہ میر تھے سید احمد صاحب ولی رحمۃ اللہ علیہ کے اور یہ سید عابد کبیر
 رحمۃ اللہ علیہ کے اور یہ شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ کے اور یہ شیخ موسیٰ طلی رحمۃ
 اللہ علیہ کے۔ اور یہ شیخ ابوبکر مقبول کے اور یہ شیخ داؤد کریم رحمۃ اللہ علیہ کے۔ اور
 یہ شیخ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے اور یہ شیخ حفص ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کے اور یہ شیخ
 حسن علی قرشی رحمۃ اللہ علیہ کے اور یہ سید عبدالرزاق صاحب بن حضرت سید
 عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے۔

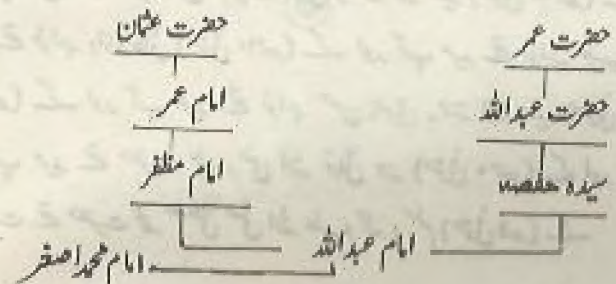
حضرت شیخ خضر ابدال بابائی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے متعلق بابائے پنجابی
 ڈاکٹر فقیر محمد صاحب فقیر نے جو ۱۹۵۶ء میں مزار کی زیارت کر چکے ہیں۔ بتایا کہ مزار
 دریائے سندھ کے وسط میں مشہور جگہ سعد پیلہ میں روہڑی کو چلتے ہوئے دریا کے پل
 کے عقب میں واقع ہے۔ یہاں ایک مندر اور ایک گوردوارہ بھی ہے ہندو اور سکھ
 بھی اس مزار کی عزت کرتے ہیں۔ سکھ اسٹیشن سے مزار ڈیڑھ میل کے فاصلے پر
 جانب جنوب ہے۔

حضرت میاں میر کے پیران پیر کی منقبت

فضیلت سیدالگوین کو نہیں میں حاصل ہے
 مسلم اولیاء میں ہے سیادت غوث اعظم کی



اس شجرہ کے ملاحظہ سے ثابت ہو گا کہ سید جیلانی، حسی اور حسینی سید ہیں
 آپ کی والدہ ماجدہ کا سلسلہ نسب امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے
 ذریعے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے اور آپ کی دادی صام
 حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ولدنی الصدیق موقن (مجھے صدیق نے دو را
 جتا) جیسا کہ صدیق اکبر سے دو قرأتیں ثابت ہیں۔



عقیدے کا بھی پکا ہو یقین بھی جس کا راسخ ہو
 اسی کے دل میں پیدا ہو گی عظمت غوث اعظم کی
 صحابہ میں محمد چاند ہیں اور اولیاء میں یہ
 نبوت ان کی اشرف اور ولایت غوث اعظم کی
 شایب اہل جنت کے ہیں جو سید حسن نامی
 ہے ان کے ہی نسب سے خاص نسبت غوث اعظم کی
 نسب میں ان کے رخنہ دشمنی سے جو کوئی ڈالے
 اسے لے ڈوبے گی آخر عداوت غوث اعظم کی
 شہید اعظم امام اعظم سواد اعظم ہمارا ہے
 پھر ان ہی اعظموں سے ہے معیت غوث اعظم کی
 مریدوں کے دلوں میں نقش نام میراں ہے
 عقیدت مند رکھتے ہیں محبت غوث اعظم کی
 مسلمانان عالم میں ہے ان کی گیارہویں رائج
 بھری آفاق عالم میں ہے برکت غوث اعظم کی
 ہے جس کی گونج بحر در میں دشت و جبل میں بھی
 وہ ہے فردوس گوش خلق شہرت غوث اعظم کی
 جہاں صدیق اکبر ہیں جہاں فاروق اعظم ہیں
 وہیں نزو نبی بیگ ہے جنت غوث اعظم کی
 یہ نامی جو کہ ہے اولاد دادا میر حضرت کی
 عجب کیا ہے کہ اس پر ہو عنایت غوث اعظم کی

منقبت حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ

(از ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم)

حضرت شیخ میاں میر ولی ہر غنی از نور جان او جلی
 طریق مصطفیٰ محکم ہے نذر عشق و محبت رائے
 دامن ایمان خاک شہر ما مشعل نور ہدایت بہر ما
 بر در او جبہ فرسا آسمان
 از مریدانش شد ہندوستان

ماخذ حالات حضرت میاں میر قدس اللہ سرہ

شاہ جہاں کے بڑے بیٹے دارا شکوہ کو حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی
 عقیدت تھی۔ کیونکہ اس نے آپ کی دعا سے ایک سخت بیماری سے شفا پائی تھی۔ اس
 نے اپنی آنکھ سے آپ کے کشف و کرامات دیکھے تھے اور پھر آپ ہی کے خلیفہ ملا شاہ
 راشدی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید بھی ہوا تھا۔ لہذا حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے جو
 حالات اس نے لکھے ہیں وہی صحیح تصور کئے جانے چاہئیں۔

دارا شکوہ نے اپنی دو تصنیفات (مسلختہ الاولیاء) اور (سکینتہ الاولیاء) میں
 حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا ہے۔ کتاب اول الذکر میں تو رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم، خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم امان طریقت، ائمہ فقہ اور
 مشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر چار بیٹیوں اور نساء العارقات کے اذکار کے علاوہ
 اہل تصوف کے چاروں طریقوں کے بزرگوں کے حالات لکھے ہیں۔ (یہ کتاب نایاب
 ہے میرے پاس ایک نسخہ موجود ہے جس کا ترجمہ میں نے کر دیا ہوا ہے اور عنقریب

والدین اور ہمیشہ کی صفت : آپ کے ماں باپ آپ کی بہن سمیت صاحبِ حال اور کشف و کرامات تھے۔ چنانچہ آپ اپنی والدہ ماجدہ سے سن کر بیان کرتے تھے کہ جب تیرا بھائی پیدا ہوا تو میری والدہ نے کشف سے معلوم کیا کہ یہ بیٹا عارف نہیں ہو گا لہذا اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کی کہ الہی مجھے ایسا بیٹا عطا فرما جو عارف کامل اور تبارک دنیا ہو اور ہمیشہ میری یاد میں مستغرق رہے۔ ہاتھ نے آواز دی کہ حق تعالیٰ تجھے ایک بیٹا اور بیٹی لطف فرمائے گا جو انہی صفات کے مالک ہوں گے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ (حضرت میاں میر) تولد ہوئے اور پھر آپ کی ہمیشہ پیدا ہوئیں جو صاحبِ حال ہیں اور یاد الہی میں مستغرق۔

حضرت میاں میر اور آپ کے مرشد کا حال : حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ بلدۂ فائزہ لاہور میں ساٹھ برس سے زیادہ مقیم رہے ہیں۔ آپ شیخِ خضر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ جو ہمیشہ مجرد اور تارک دنیا رہے۔ سوستان وطن تھا۔ آپ کو عالم ملکوت کا کشف اپنی والدہ معظمہ سے حاصل ہوا تھا۔ اویسی طریق پر حضرت غوث الثقلین پیر و بھیر شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانیت سے فیض حاصل کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اسم شریف بے وضو زبان پر نہیں لاتے تھے۔ اور ترک و تجرید فقر و فنا اور توکل و قناعت میں اپنے زمانہ کے لوگوں میں ممتاز تھے اور دن رات حالت استغراق میں رہتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ صوفی وہ ہے جو کہ نہ ہو (یعنی جسے اپنے آپ کی خبر نہ ہو) فنا فی اللہ ہو)

ایک بادشاہی وزیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جب آپ خوش وقت ہوں تو مجھے دل میں یاد فرمائیں اور دعا کریں۔ فرمایا کہ اس وقت پر خاک پڑے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا اور کسی کی یاد دل میں آئے۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا طریق ہمیشہ سنت و شرع کے مطابق تھا۔

شائع ہو گا۔ اور مؤخر الذکر کتاب (مکتبہ الاولیاء) تو خاص حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفاء عظام کے حالات پر مشتمل ہے۔ ایک دفعہ اس کا ترجمہ شائع ہوا تھا جو اب نایاب ہے۔ خوش قسمتی سے یہ بھی میرے پاس موجود ہے۔

اس ضروری تمہید کے بعد پہلے وہ حالات نقل کرتا ہوں جو مکتبہ الاولیاء میں مسطور ہیں۔

حضرت شیخ محمد المشہور بمیاں میر قدس سرہ

اسماء والدین : آپ کے والد کا نام قاضی سائیں دتا ہے۔ جو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں اور والدہ کا فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا بنت قاضی قدن۔

تعریف : حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اہل زبان کے پیشوا، قطبِ جہاں، مشائخ طریقت کے دلوں کو شرف بخشنے والے، اسرارِ حقیقت کے واقف، تارکِ کامل، عارفِ واصل، ظاہر و باطن کے علم میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ کو ظاہری اور باطنی فضیلت میں اتنا کمال تھا کہ کسی فاضل کی کیا مجال تھی کہ آپ کے حضور میں بات کر سکے۔

ولادت : حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے بچنے شہر سوستان واقع سندھ کے عزیزوں سے نکھوا کر لائے ہیں کہ آپ کی ولادت ۹۵۷ھ میں واقع ہوئی۔ یہ شہر محمد بن قاسم نے فتح کر کے اسلامی سلطنت میں شامل کیا تھا۔

مجلس اور تجلیہ میں کبھی کوئی بات نہیں کرتے تھے جو منافی شرع ہو۔ طریقت میں جینے وقت تھے۔ مرید کم ہی کرتے تھے اور اگر کرتے تو اسے اس کی مراد تک پہنچا دیتے۔ مریدوں کو کبھی مرید کہہ کر نہ پکارتے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ کے موافق فرماتے کہ ہمارے یاروں (اصحاب) کو بلاؤ۔ بادشاہوں سے نذر قبول نہ کرتے۔ آپ کا کلام ہمیشہ فصیح و دھن پر مشتمل ہوتا۔ شعر جو ارشاد فرماتے وہ مناسب و بر محل ہوتے۔ آپ ترک دنیا کے عاشق تھے اور فرمایا کرتے کہ تارک وہ ہے جس کی کوئی مراد نہ ہو۔ اور فرماتے کہ جس طرح جنبی (ٹپاک) شخص کا غسل میں ایک ہال بھی تر ہونے سے رہ جائے تو جنابت باقی رہتی ہے، اسی طرح اگر دل میں غیر اللہ کا خیال رہ جائے تو تجرید و تفرید کے مرتبہ سے گر جاتا ہے۔ اسی موقع کے مناسب یہ شعر پڑھتے تھے۔

شرط اول در طریق عاشقی دانی کہ چہیت
ترک کردن ہر دو عالم را بہ پشت پاؤں

یعنی عشق الہی کے حصول کے لئے اولین شرط یہ ہے کہ تارک بن کر دونوں جہان کو ٹھکرا دے۔

حضرت میاں میر کا روزانہ کا معمول عبادت : حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا ہر روز یہ طریق کار تھا کہ نماز فجر کے بعد اپنے مریدوں کے ساتھ شہر سے نکل کر صحرا اور باغات میں تشریف لے جاتے اور درختوں تلے الگ الگ بیٹھ جاتے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو سب اکٹھے ہو کر ہاجرات نماز ادا کرتے اور پھر الگ ہو جاتے رات واپس آکر آپ حجرہ میں چلے جاتے اور دروازہ بند کر لیتے اور کبھی دو تین مرید بھی ساتھ رہ جاتے۔

عذاب قبر در کرنے کیلئے ورد کلمہ طیبہ : آپ کے بعض دوستوں نے بیان کیا ہے کہ ایک دن آپ اپنے یاروں کے ساتھ جن میں آپ کے اکمل یار ملا

خواجہ کلاں (بدخشان) بھی شامل تھے قبرستان کی طرف گئے اور مشغول عبادت ہو گئے۔ ملا خواجہ کلاں کو کشف قبور تھا۔ عرض کیا۔ حضرت شیخ (میاں میر رحمۃ اللہ علیہ) سنتے ہیں کہ اس قبر والا کیا کہتا ہے۔ پوچھا کیا کہتا ہے۔ عرض کیا۔ کہتا ہے کہ میں جوانی میں مر گیا تھا اور بڑے عملوں کی وجہ سے گرفتار عذاب ہوں۔ اب آپ بزرگ میری قبر پر آئے ہیں۔ تعجب ہے کہ پھر بھی میں عذاب میں مبتلا رہوں۔ فرمایا کہ اس سے پوچھو کہ تمہارا عذاب کس طرح رفع ہو سکتا ہے۔ ملا خواجہ نے توجہ فرما کر عرض کیا کہ کہتا ہے کہ اگر ستر ہزار دفعہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھ کر اس کا ثواب مجھے بخشا جائے تو عذاب ٹل سکتا ہے۔

یہ سن کر آپ (حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے اصحاب کو بلایا کہ آؤ مل کر پڑھیں۔ چنانچہ سب نے اکٹھے ہو کر کلمہ طیبہ ستر ہزار بار پڑھ کر پورا کیا تو ملا خواجہ نے کہا کہ قبر والا کہتا ہے کہ کلمہ طیبہ اور آپ کے دم قدم کی برکت سے میرا عذاب رفع ہو گیا ہے۔

یہ بیان کر کے دارا شکوہ رقم طراز ہیں کہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی اور آپ کے مریدوں کی کرامات اتنی ہیں کہ تحریر میں نہیں سہ سکتیں۔ آپ کے ایک خادم نے بیان کیا کہ حضرت شیخ موسم گرما کی رات کو حجرے کی چھت پر گزارتے تھے۔

غار حرا میں رات : ایک رات مجھے فرمایا کہ پانی کا کوزہ اور پٹکھا میرے پاس رکھ کر چلے جاؤ اور سو رہو۔ میں (خادم) نے پٹکھا تو رکھ دیا اور کوزہ رکھنا یاد نہ رہا۔ آدمی رات مجھے یاد آیا کہ کوزہ نہیں رکھا چنانچہ اٹھا اور اسے اوپر لے گیا۔ دیکھا کہ بہتر خالی ہے۔ حیران ہو کر ادھر ادھر تلاش کیا۔ چراغ روشن کر کے حجرہ بھی دیکھا۔ وہاں بھی آپ کو نہ پایا۔ پریشان ہو کر بیٹھ رہا۔ جب فجر کی نماز کا وقت آیا تو آپ نے اوپر سے آواز دی کہ وضو کے لئے پانی لاؤ فوراً میں نے کوزہ پانی سے بھر کر حاضر خدمت کیا اور کہا کہ حضرت رات کہاں تھے۔ فرمایا کہ کیا خواب کی بات کر رہے ہو۔

میں نے عرض کیا اگر آپ نہ فرمائیں گے تو عمر بھر میرے دل سے یہ خیال دور نہ ہوگا۔ فرمایا۔ بتانا ہوں مگر یہ بعید کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ اگر کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے۔ پھر فرمایا۔ رات میں غار خرامی رہا میں نے پوچھا غار خرا کہاں ہے۔ فرمایا وہ غار ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت سے پہلے خدائے عزوجل کی عبادت کیا کرتے تھے۔ مجھے حاجیوں پر تعجب آتا ہے کہ حج کرتے ہیں اور ایک گھڑی بھی وہاں بسر نہیں کرتے اگر کسی کو بارہ سال میں بھی کشائش حاصل نہ ہو تو اس غار میں ایک رات بیٹھا رہنے سے نجات حاصل ہو جاتی ہیں۔

دم کردہ پانی سے شفا : اسی ضمن میں دارا شکوہ تحریر کرتا ہے کہ یہ فقیر دو دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت ایٹاں مجھ پر کمال مروتی اور خاص عنایت فرماتے تھے۔ چنانچہ بیس سال کی عمر تھی کہ مجھے سخت بیماری لاحق ہو گئی کہ شامی طبیب اس کے علاج سے عاجز ہو گئے۔ مجھے بادشاہ (شاہ جہاں) آپ کے ہاں لے گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہا یہ میرا بڑا بیٹا ہے اور طبیب اس کا علاج نہیں کر سکے۔ توجہ فرمائیں کہ حق تعالیٰ اسے شفا بخشے یہ سن کر آپ نے پانی کا پیالہ منگایا اور اس پر دعا پڑھ کر دم کی اور مجھے دیا۔ جب پانی پیا تو ایک ہفتہ میں مجھے کامل شفا ہو گئی اور وہ مرض بالکل رفع ہو گیا۔

وفات و مدفن : چونکہ میں (دارا شکوہ) اس سے پہلے رسالہ (سکینۃ الاولیاء) میں آنحضرت (میاں میر) اور آپ کے مریدوں کا حال مفصل لکھ چکا ہوں۔ تو اس کتاب سفینۃ الاولیاء میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ آپ منگل کے دن ظہر کی نماز کے بعد ۷ ربیع الاول ۱۰۳۵ھ (مطابق ۱۶ اگست ۱۶۳۵ء) کو معمورہ لاہور کے محلہ خانی پورہ میں انجاسی سال کی عمر پا کر فوت اور موضع ہاشم پور میں جو شہر لاہور کے متصل واقع ہے مدفون ہوئے۔ مزار حبرک زیارت گاہ خانی ہے۔

مریدان حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ : حضرت میاں میر رحمۃ

اللہ علیہ کے مرید عارفان کامل واصل اور مشہور تھے جو واصل بنی ہو گئے ہیں۔ حاجی نور اللہ سرہندی، شیخ عتقا، شیخ اسماعیل، ملا خواجہ کلاں، میاں خالد، حضرت ملا عبد القیوم، دانشمند اور حاجی صالح اور دوسرے زید ہیں آپ کے اکمل مریدوں سے حضرت ملا شاہ، حضرت ملا خواجہ بہاری، شیخ احمد سنائی اور شیخ احمد دہلوی ہیں۔

میں نے سلسلہ معطلہ حبرکہ قادریہ کے مشائخ کے حال جو متاخرین سے بہترین بزرگ ہیں قدس اللہ اسرار ہم ختم کر دیے ہیں اور اس فقیر نے ہر حالت اور ہر چیز میں ان سے بہتر کسی کو نہیں پایا اور نہ شرف ہوا۔ بیت

تا ابد اس سلسلہ لکھنؤ ہار
گردن ایام بدیں بست ہار

الحی یہ سلسلہ کبھی نہ ٹوٹے اور زمانہ کی گردن اس سے بدھی رہے۔ یعنی دنیا ان کے حلقہ بگوش رہے۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ

دارا شکوہ "سکینۃ الاولیاء" میں رقم طراز ہے کہ جو شخص آنجناب کا روئے مبارک دیکھ لیتا اس کی آنکھوں میں نور آجاتا اور دل باغ باغ ہو جاتا۔ آنجناب گندم کون نمات طبع بلند بینی اور کشادہ پیشانی تھے۔ جبین مبارک سے آثار سعادت و کرامت صبح صادق کی طرح نمایاں ہوتے تھے۔ ابرو پست تھے۔ آنکھ کی دھیری متوسط درجہ کی تھی اور تمام اعضاء متناسب اور اوسط درجہ کے تھے۔ ریش مبارک لمبی بھر تھی۔ اور ان دونوں سفید ہو گئی تھی ریاضت اور کثرت مجاہدہ سے خیف البدن ہو گئے تھے۔ قد مبارک غیر الامور اوسطہا کے موافق میانہ تھا۔ بڑھاپے میں پاؤں کی بیماری کی وجہ سے نماز بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس کے جسم میں کوئی بیماری نہ ہو وہ رحمت الہی سے دور ہوتا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ

عہ کے داموں میں پائیدار درد تھا جس کی شدت سے نیند نہیں آتی تھی مگر آپ کسی پر ظاہر نہیں کرتے تھے اور صبر سے برداشت فرماتے۔

ہائی کے والد بزرگوار کے ثنائیہ فرح بخش فرحت انکار قلندری میں وہ شعر اسی مضمون میں نقل کرتے ہیں۔

بلا بر اولیاء خدا :

من بلا بر کسی رہا نکتم

نماش اولیاء نکتم

ایں بلا گوہر زینت ماست

من بر کسی مگر عطا نکتم

یعنی دکھ اور مصیبت اولیاء اللہ کے لئے عطا الہی ہے اور یہ عطا ہر ایک کی قسمت میں نہیں۔ حضرت فرحت رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی اور مرشد حضرت قلندر شاہ رحمۃ اللہ علیہ علیہ مبارک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فرماتے ہیں۔

چوں نزول وحی ہوسے درد سر را می فرود

آں نگار من بکار سر ہی ہوسے پا

حق بہ اہل محبوب خود بے درد سر سرے نداد

پس مجاہد را سزائے درد سرتاپا شمار

درد سر نے اس بیمار اہل شراب سر اوست

ہر کرا باشد سر آں کے ہر مد زین شمار

سے کشاں کیفیت ایں درد سر مانند و بس

بر در سے خانہ خوش باشند ہر لیل و نهار

ان اشعار کا معلوم یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر میں نزول وحی کے بعد درد سر رہتا تھا جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب کو درد سر کے بغیر اپنا رمز آشنا نہ کیا تو ثابت ہوا کہ عموماً کے لئے سر یا درد لازمی ہے۔ پھر فرماتے ہیں اسے درد سر نہیں کرنا چاہئے بلکہ سمجھنا چاہئے کہ یہ سر الہی کا خمار ہے جو اس رمز کے آشنا ہوں وہ اس خمار سے نہیں چکراتے۔ عام سے کشوں کی کیفیت درد سر دیکھ لو کہ وہ رات دن سے خانہ کے دروازے پر پڑے ہوئے کیسے خوش رہتے ہیں لہذا ثم خانہ عشق الہی کے قعر خواروں کو جو درد میں مزہ آتا ہے اس کی کیفیت عوام الناس کیا جان سکتے ہیں۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا لباس

آنجناب کا لباس عام فقیروں اور درویشوں سا نہ تھا۔ یعنی آپ خرقہ اور مرقع نہیں پہنتے تھے۔ بلکہ کم قیمت کپڑے کی ایک چوڑی سر پر اور موٹے کپڑے کا کرتہ زیب تن فرماتے تھے جو میلا ہوئے پر اپنے ہاتھ سے دریا پر جا کر صاف کر لیتے۔ اور یاروں کو لباس صاف رکھنے کی تاکید فرماتے۔ ان کے کپڑے بھی میاں جیو ہی کے لباس کی طرح تھے آپ کے کسی طالب نے طاقت (درویشوں کی ٹوپی) اور خرقہ نہیں پہنا۔ گودڑی آپ کے ہاں مروج نہ تھی۔ فرمایا کرتے کہ لباس اس قسم کا ہونا چاہئے کہ کوئی پہچان نہ سکے کہ فقیر ہے کہ نہیں کیونکہ آپ فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں گودڑی پہننا محض دکھاوا ہے اور دل کی حالت کے موافق نہیں۔ آپ کے گھر کا فرش پرانے پوریا کا تھا۔ آپ کو کسی دنیوی چیز سے وابستگی نہیں تھی اور فقیروں کو دولت مندوں سے افضل جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ غنی لوگ صاحب صدقہ ہوتے ہیں اور فقیر صاحب صدق اور صدقہ سے بدرجہ افضل ہے۔

نام و نمود سے نفرت

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کو نام و نمود سے بڑی نفرت تھی وہ دنیا کو ایک ٹاپائیدار شے سمجھتے تھے اور یاروں سے فرمایا کرتے کہ مجھے شورہ زار میں دفن کرنا تاکہ میری پڑیوں کا نام و نشان باقی نہ رہے اور نہ ہی قبر کی صورت بتانا کہ ۔

صورت قبر از بعد مرگ ویراں خوشتر است
نیستی ماند من با خاک یکساں خوشتر است

میرے خیال میں یہ شعر اس وزن میں اچھا رہے گا ۔

بعد مرگ قبر ویراں خوشتر است

جسم من با خاک یکساں خوشتر است (نای)

بعض اصحاب کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ میری پڑیوں کو نہ بیچنا اور میری قبر پر دو سروں کی طرح دکان نہ بنالینا اور شیخ ابوالحسن خرقانی قدس اللہ سرہ کے اس قول کو اکثر زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے کہ صوفی وہ شخص ہوتا ہے جو نہ ہو اور اس پر الفاظ اور پڑھایا کرتے کہ اگر ہو تو بھی نہ ہو۔

آنجناب کے حضور میں مرتبے کا کوئی اثر نہ تھا۔ اکثر اپنے اصحاب کو صاحب مرتبہ لوگوں کے میل جول سے منع فرماتے اور اکثر اس حدیث نبوی کو پڑھا کرتے اخبر ما یخرج من دوسم صدیقین حب العجلۃ یعنی سب سے آخری چیز جو صدیقوں کے سروں سے نکلتی ہے وہ مرتبہ کی محبت ہے۔

اس وقت ثانی کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ پہلا خطبہ یاد آیا ہے جو آپ نے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منتخب ہونے پر فرمایا تھا۔ اور جو انگریز مورخین نے بھی نقل کیا ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے تم لوگوں نے خلیفہ چن لیا ہے حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں ٹھیک کام کروں تو

میری تائید کرو اور اگر میں غلطی کروں تو درست کرو۔ سچائی اور اخلاص میں ٹھکی ہے اور جھوٹ میں برائی۔ یہ بھی جان لو کہ جس قوم میں شرارت اور فتنہ پردازی آجاتی ہے تو خدا اس پر بلا مسلط کر دیتا ہے۔ جب میں خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تو میرا حکم مانو۔ اگر نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔ انھو نماز کے لئے خدا تم پر رحم کرے مجھے اس وقت اردو تاریخ نہیں ملی یہ ترجمہ میں نے مسٹر بوڈے کی انگریزی کتاب (The Messenger) کے صفحہ ۳۳۷ سے کیا ہے غور کرو کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حسب ارشاد نبوی انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل انسان ہیں کیسے اکھڑا رہے ہیں کہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر اطاعت خدا و رسول کروں تو میرا حکم مانو اور بصورت دیگر نہ مانو۔ اس سے زیادہ حب چاہ سرے نکالنے کی اور کیا مثال مل سکتی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں کبھی اپنی شوکت و شان کا مظاہرہ اپنے نفس کی خاطر نہیں کیا۔ پادشہ جہا عمر فقرو فاقہ میں ہر کر دی نہ اپنے لئے کوئی ریاست بنائی نہ اپنی اولاد و خاندان کے لئے کسی ریاست کا سامان کیا۔ اسی روش پر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رہے جن کی اولاد سے حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو صحیح معنوں میں ان ہر دو خلفائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین و نام لیا ہیں۔

دارا شکوہ ملا خواجہ ہماری رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی بیان کرتا ہے کہ میں (خواجہ ہماری) چند آدمیوں کے ساتھ گھر میں بیٹھا تھا کہ اتفاقاً مکان گرنے کے آثار ظاہر ہوئے۔ میں نے یاروں سے کہا کہ انھو کر باہر چلے جاؤ۔ میرا مکان گرنے والا ہے۔ وہ نکل گئے لیکن میں وہیں بیٹھا ہوا کلمہ طیبہ بلند آواز سے پڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ بالا خانہ گرا اور دو لکڑیاں آپس میں ملیں جن کے درمیان میں ہر سلامت رہا۔ جب یہ بات حضرت جہو رحمۃ اللہ علیہ نے سنی تو لوگوں کو امید تھی کہ آپ آفریں کہیں گے۔ لیکن فرمایا۔ ہائے مرتبہ۔ ہائے مرتبہ ! مرتے وقت بھی اس کا خیال دور نہیں ہوتا

چونکہ وہ کلمہ طیب بلند آواز سے پڑھتا تھا اس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ لوگ سنیں اور کہیں کہ یہ میرا اچھا فقیر ہے کہ دم مرگ بھی خدا کو یاد کرتا ہے اسے آہستہ آہستہ یہ کہنا چاہئے تھا۔

آن چاہ و آن چاہ و آن چاہ
دور کن از دل بطن زہر چاہ

یعنی چاہ طبعی کا خیال دل سے نکال کر اسے غرقاب کر دینا چاہئے۔

حال عبادت و طریق نشست

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ فرائض و سنن مومکدہ اور تہجد کے سوا اور کوئی نماز ادا نہیں کرتے تھے۔ فرض یا جماعت پڑھتے تھے اور جیسا کہ پیشتر ازیں مذکور ہوا جنگل یا باغات میں جا کر اپنے دوستوں کے ساتھ ذکر و وظائف میں الگ الگ ہو کر مشغول ہوتے تھے۔

آپ کے بیٹھے کے دو طریق تھے۔ ایک تو دونوں گھٹنے کھڑے کر کے رخ بہ قبلہ گھٹنوں پر کپڑا ڈال کر بیٹھا کرتے تھے۔ اس طریق نشست کو حیوۃ کہتے ہیں

چو بنشیند مراقب دیدہ برہم
بہ بند دیدہ دل از دو عالم

یعنی مراقبہ کرنے والا جب یکسو ہو کر بیٹھتا ہے تو ماسوا اللہ کے دونوں جہاں سے آنکھیں بند کر لیتا ہے۔

حضرت میاں جیو رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق پر مراح بھی بیٹھا کرتے تھے اور اس طریق کو چلستہ الوقار کہتے تھے۔ مگر مراقبہ کے وقت دو زانو نہ بیٹھتے بلکہ مشکا (ٹکلیہ گاہ) میں کبھی بائیں

دھڑ کو کبھی دائیں کو ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر چہرہ اوپر کی طرف رکھتے تھے۔ اکثر اوقات اس طرح بیٹھا کرتے لیکن کبھی کبھی چار زانو بھی نشست فرماتے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں گھٹنوں میں دبائے رکھتے۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اور سماع

دارالکھرو برہائے مشاہدہ رقم طراز ہے کہ حضرت میاں جیو رحمۃ اللہ علیہ فقہ اور راگ بنا کرتے تھے اور ہندی راگ کو اچھی طرح سمجھتے تھے اور اس سے خوش ہوا کرتے تھے اگر کوئی قوال آجاتا تو سماع کرتے یہ ضروری نہ تھا کہ ہر وقت قوال ہمراہ لے لیں یا بلائے جائیں۔ سماع کے وقت شرع شریف کی متابعت اور اپنے حوصلہ کی وسعت کی وجہ سے وجد و رقص نہیں فرماتے تھے۔ (سماع راگ سننے کو کہتے ہیں اور وجد ہاتھ بلند کرنے اور رقص کرنے کی) اور جس وقت سماع سے خوش وقت ہوتے تو آپ کے مبارک چہرے سے کمال درجہ کا سرور ظاہر ہوا کرتا اور واڑھی کا ایک ایک بال اٹھ کھڑا ہوتا اور رنگ مبارک چمکنے لگتا۔ لیکن وقار و حکمت کی وجہ سے نہ آپ سے کوئی حرکت ظہور میں آتی اور نہ ہاتھ بلند کرتے۔

حضرت میاں جیو رحمۃ اللہ علیہ سے سماع اور وجد کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے یہ شعر پڑھے۔

بگویم سماع اے برادر کہ چیت
مگر مستمع را بدائم کہ کیست

مگر از ہرج مئے بود طیر او
فرشتہ فرد نامہ از سیر او

وگر مرد ہو است و بازی و لاغ
فروں تر شود لوش اندر داغ

یعنی اسے بھائی سماع کی بات بتانے سے پہلے مجھے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس شخص میں ہونا تو حضرت میاں جیو رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں ہوتا۔

کے سننے والا کون ہے اگر وہ اہل دل ہے اور رمز آشنا۔ تو اس کی پرواز فرشتوں سے ہے۔ آپ جس شخص پر عنایت فرماتے "اے یارو، عزیز" کے لفظ سے مخاطب بڑی ہوتی ہے۔ اگر وہ لب و لہجہ پرست اور کھیل کود کا دلدادہ ہے تو سماع سے اس کی طبیعت اور ملک کی آبادی، رعیت کی رعایت، خلقت پر شفقت اور مستحقوں کو بری حالت اور خراب ہو جانے گی۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ان اشعار سے پہلے اشعار میں بیان کر چکے ہیں کہ انسان کو بظاہر یاد تھیر کرتے اور کبھی مرید کا لفظ زبان پر نہ لاتے آپ فرمایا کرتے کہ اہل دل لوگ تو کبھی کے پر بارے سے جو آواز نکلتی ہے وہ اسے سن کر اپنا ہاتھ سر پہ رکھ کر بٹھنا تھا۔ لہذا جو ہمارے ساتھ مل بیٹھتا ہے وہ ہمارا یار ہے اور یہ بھی فرماتے ہیں۔ اور مرغ کی آواز انہیں مست کر دیتی ہے رہٹ کے چلنے کی آواز سن کر بیٹھنا تھا۔ لہذا جو ہمارے ساتھ مل بیٹھتا ہے وہ ہمارا یار ہے اور یہ بھی فرماتے ہیں۔ اور رہٹ کی طرح رقص کرنے لگتے ہیں۔ اور جب تک کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں گوشت و خوار کا بے خوف ہو جاتے ہیں تو گریبان میں سر رکھ کر گریبان بھاڑ دیتے ہیں۔

پھر دارا شکوہ اس ضمن میں بیان کرتا ہے کہ حضرت میاں جیو رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو ہوا کرتی تھی۔

چند مشکل مسائل کا حل

کے سب یار نقد بنا کرتے تھے لیکن وجد و رقص نہیں کیا کرتے تھے۔ ہاں میرے شاہ صاحب (ملا شاہ بدخشاہی) ماوراء النہر کے طریق پر فارسی میں نقد آرائی کیا کرتے اور بے خودی کی حالت میں ہاتھ سینے اور بازوؤں پر ملا کرتے تھے اور حاضرین میں فقرا بھی سب کے سب کبھی رونے بھی لگتے اور کبھی اپنے تئیں زمین پر دے مارنے میں اس حدیث کے بارے میں مشکل درپیش ہے جس میں انبیاء اور اولیاء کے حق میں بھی حرم اور لمبی لمبی امیدوں کا ہونا بیان کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر شخص کو جو جوانی میں جس چیز کی خواہش ہوتی ہے بڑھاپے میں وہ خواہش زیادہ ہو جاتی ہے چونکہ انبیاء و اولیاء کو رضائے حق تعالیٰ اور اعمال نیک کی طلب اور

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق

حضرت میاں جیو رحمۃ اللہ علیہ کا خلق اس درجہ کا تھا کہ اگر کوئی شخص گمراہی حقیقت توحید کی خواہش زیادہ ہوتی ہے لہذا بڑھاپے میں بھی وہ بڑھ جاتی ہے اور باقی بھر بھی جناب کی خدمت میں حاضر رہتا تو اس پر اس قدر عنایت و شفقت فرماتے کہ والد آدم کو جوانی میں دنیاوی حرص ہوتی ہے اس لئے بھری میں وہ اور زیادہ ہو جاتی یہی خیال کرنا کہ جناب کی عنایت جو مجھ پر ہے وہ کسی دوسرے پر نہیں۔ آپ جرح ہے۔ اسی طرح لمبی لمبی امیدوں کو قیاس کر لو۔

سے کلام کرتے ہاتھ میں ہاتھ لے کر کرتے۔ آپ رحمت الہی کا نشان تھے جو اللہ دارا شکوہ کا بیان ہے کہ میں نے ملا سعد اللہ سے سنا کہ انہوں نے ایک دن تبارک و تعالیٰ نے اس زمانے میں بھیجا تھا۔ اگر بقول "دارا شکوہ" خلق کسی مرد کو حضرت میاں جیو رحمۃ اللہ علیہ سے رویت باری تعالیٰ کے مسئلے کے متعلق پوچھا کہ انسان جو جسمانیات کے احساس کا عادی ہے وہ ذات باری تعالیٰ کو جو بے شکل ہے

جنت اور لامکاں ہے کس طرح دیکھ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ صحیح حدیث ہے کہ اہل بشت کی چٹیلوں کا مغز ستر کپڑوں کے پیچے سے بھی نظر آئے گا۔ جب ہڈی کے مغز کی یہ کیفیت ہوگی تو کیا بصارت بصیرت نہ بن جائے گی اور لطیف کا ادراک نہ کر سکے گا؟ ۲۔ وهو اللطیف الخبیر پھر فرمایا کہ جن لوگوں بصیرتی کے سبب دیدار الہی ہوتا ناممکن نظر آتا ہے وہ آخرت میں بھی محروم دیدار سے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے من کان لی هذه اعصى لہو فی الاخرة وافضل سبیلا یعنی جو دنیا میں اس کی قدرت کی نشانیاں نہیں دیکھتا وہ قیامت کے بھی اس کا دیدار نہیں کر سکے گا۔ اور افضل سبیلا جو فرمایا اس سے یہ اشارہ ہے اس جہان کے اندھوں کو اس بات کی امید نہیں کیونکہ یہ تو صرف اسی جہان میں اس جہاں میں نہیں ہے کیونکہ استعداد اس جہان میں ختم ہو جاتی ہے اس مضمر ایک رہائی ہے۔

آنا کہ خدا در آں نہاں می بیند
اول تو بدان دریں جہاں می بیند
دیدار خدا دریں واک یکساں است
ہر لحظہ بظاہر و نہاں می بیند

یعنی جو اہل اللہ اس جہان میں خدا کو دیکھیں گے وہ اس جہان میں بھی ہیں اللہ کا دیدار یہاں اور وہاں دیکھنا برابر ہے اہل اللہ کو وہ ہر لحظہ ظاہر و پوشیدہ آتا ہے۔

شریعت، طریقت اور حقیقت کی تشریح

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل عنوان مسائل کی تشریح کرتے فرمایا کہ سالک کے لئے سلوک میں پہلا مرتبہ شریعت ہے۔ طالب کے لئے

کے حفظ مراتب کی کوشش کرے اور جب کوشش سے شریعت میں مستحکم ہو جائے گا تو اس کی برکت سے طریقت کی خواہش خود بخود پیدا ہو جائے گی اور جب حقیقت کو بھی اچھی طرح ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ بشریت کے حجاب اس کی حقیقت سے دور کر دیں گے اور حقیقت کے معنی اس پر منکشف ہو جائیں گے جو صریح ہے لہذا شریعت، معاملات کی نگہداشت اور مرتبہ طریقت کے حصول کا اور طریقت بری خصلتوں سے باطن کو پاک کرنے اور مرتبہ حقیقت کے حصول کا موجب ہے اور حقیقت کیا ہے وجود کو قافی بنانا اور دل کو ماسوا اللہ تبارک و تعالیٰ خالی کرنا۔ اور درجہ قرب کے حصول کا ذریعہ بھی حقیقت ہی ہے۔

پھر فرمایا یاد رکھو کہ انسان تین چیزوں نفس، دل اور دماغ کا مجموعہ ہے ان میں ایک کی اصلاح خاص چیز سے ہوتی ہے چنانچہ نفس کی اصلاح شریعت سے دل کی طریقت سے اور روح کی حقیقت سے۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بیان نقل کرتے ہوئے مجھے مشکوٰی مراد حسین یاد آگئی جو میری والدہ کرمہ (شریف سلطان) کے دادا حضرت قلندر شاہ ولی (سنی ۱۲۳۸ھ) کے برادر کلاں پیر مراد شاہ لاہوری (سنی ۱۲۵۵ھ) اور مدفون موضع لاہور کی مظلوم ہے اس میں اس مسئلہ پر چند شعر دل آویز منقول ہیں۔ خود کریں۔

کہ کو در شریعت راح آید
راہ برے خود کشاید

بجای آہ آداب شریعت
طریقت جو ہم از باب شریعت

شرع رسول پاک و اطہر
طریقت را طریقے نیست دیگر

شریعت را مقدم دارا کنوں

طریقت از شریعت نیست

شریعت بخ داں اے سرو دہدار

طریقت ہم چو برگ و بار پدار

شریعت ہم الفاظ فصیح است

طریقت ہوں معانی صریح است

شریعت را مثال آمد بہ بادہ

طریقت را مثل مستی نماند

مجو از بادہ بیرون مستی اے بادہ

ہمیں یک حرف مارا یاد دہ

پہر فرماتے ہیں ۔

الا اے بادہ آشام شریعت

شہ خوش مست از جام شریعت

مے ناب شریعت تلخ و تیز است

مصفا و بے خوش نشہ خیز است

ازیں مے مست شد شبلی و عطار

جنید و بابزید و میر انصار

تک ظنی ازیں مے کرد منصور

رستی در جہاں افکندہ صد شور

وگرہ ہر یکے مست است و خاموش

نہادہ مر بر لبہا و خاموش

یعنی جو شخص پختہ طور پر شریعت کا پابند ہو اس پر خود بخود طریقت کی راہ کھل

جاتی ہے۔ لہذا طالب کو چاہئے آداب شریعت بجا لائے اور اسی سے طریقت کا نشان

پائے۔ رسول اللہ کی شریعت کے سوا اور کوئی طریقہ طریقت کے حصول کا نہیں لہذا

مقدم سمجھنا چاہئے کیونکہ شریعت بڑ ہے اور طریقت اس کے پھل پھول پتے

نہیں ہیں۔ شریعت کو ضعیف الفاظ سمجھو اور طریقت کو اس کے معانی۔ شریعت کی

شراب کی ہے اور طریقت کی سرور و مستی کی۔ جس طرح مستی شراب کے بغیر

نہیں آسکتی اسی طرح شریعت پر پابندی کے بغیر طریقت کا راستہ نہیں مل سکتا۔ شریعت

کی خالص شراب گو تلخ و تیز ہے مگر ہے بڑی پاکیزہ اور کیف آور۔ اسی شراب سے

عطار، جنید بغدادی اور بابزید بسطامی اور میر انصار مست ہوئے اور ہوشیار رہے۔

اسی سے منصور نے تک ظنی کا اظہار کیا اور دنیا میں اتنا الحقی کہہ کر شورش ذال

ہوئی۔ اور شریعت کا حکم اس پر نافذ ہوا اور قتل دیکر بزرگان دین مست ہیں اور

خاموش۔ الخ

صوفی کو حالت وجد میں شعور و فانی ہونے کا نکتہ

میاں حاجی محمد نے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضرت میاں جیو رحمتہ اللہ علیہ

سے پوچھا کہ اس نکتہ کی تشریح فرمائیں۔ بزرگ ایک طرف تو فرماتے ہیں کہ صوفی کو

وجد کی حالت میں اس قدر شعور ہو کہ اگر اس کی منگی چھینے سے بھری ہو اور اس

کی سے ایک دانہ گر پڑے تو صوفی کو اس کی بھی خبر ہو اور پھر یہ بھی بزرگ فرماتے

ہیں کہ صوفی کو وجد کی حالت میں فانی ہونا چاہئے اور فنا سے مطلب شعور کا ہونا ہے

نہ دو متضاد باتوں میں تقابلی کیسے ہو ؟

حضرت میاں جیو رحمتہ اللہ علیہ نے یہ سن کر فرمایا کہ جب صوفی وجد کی حالت

میں ہوتا ہے تو اپنی مستی سے خالی ہوتا ہے۔ اور بھائے حق سے باقی ہیں جس وقت باقی

بچی ہو گا تو یقیناً چھینے کے کرنے سے کیا بلکہ اس سے بھی چھوٹی چیز سے واقف ہو گا

اس لئے تو کہتے ہیں صوفی کو وجد کی حالت میں آسمان و زمین کی چیزیں اس طرح دکھائی

دیتی ہیں گویا اس کے باطن پر موجود ہیں۔

شیخ سعدی کے ایک شعر کے معنی

حضرت شیخ میاں جیو رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مجلس میں شیخ سعدی کا یہ شعر

پڑھا۔

خوے بد در طہیختے کہ نشست

نزد جز بوقت مرگ از دست

یعنی جس شخص کو جو بری خصلت پڑ جائے وہ مرکری جاتی ہے اور اس کے معنی یہ قائل اس موت سے طبعی موت مراد نہیں بلکہ نفس و شہوت کی موت مراد ہے بعض مشائخ کی ہدایت لکھا ہے کہ وہ ادراکل میں برے اعمال کے مرتکب تھے اور توبہ اور انابت سے کامل اولیاء بن گئے۔ اب کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہ بری فوٹا مرگ ان میں باقی رہی ہوگی۔ محاذ اللہ ایسا اعتقاد نہ رکھنا۔

موت سے پہلے مرنے سے مراد

پھر فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ موتوا قبل ان تموتوا ! (مرنے سے پہلے مرجاؤ) اس سے مراد نفس خواہش اور شہوت کو مارنا ہے جو سالکوں کا شیوہ ہے۔ انسان جب تک اپنے نفس کو نہیں مارتا اور اپنی خواہشوں اور آرزوؤں کو نہیں چھوڑ دیتا اس سے بری فوہرگز زائل نہیں ہوتی۔ فرمایا یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اولیاء کی موت ان کے نفس کا مرنے سے جب ان کا نفس مرجاتا ہے تو پھر ابد آباد تک زندہ ہی رہتے ہیں۔ جیسا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے المؤمن حی الحیۃ المؤمن دونوں جہاں میں زندہ ہے یعنی عارف ۔

ہرگز نیرو آنکہ دش زندہ شد بعشق

ثبت است ہر جریۃ عالم دوام

یعنی جو عشق الہی میں فنا ہو گیا وہ کبھی نہیں مرتا اور دام زندہ رہتا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے الا ان اولیاء اللہ لا یموتون ولكن یقلبون من دار الی دار یعنی اولیاء اللہ نہیں مرتے بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر نقل مکانی کرتے ہیں۔

تصرف اولیاء

حضرت میاں جیو رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اولیاء اللہ کا تصرف زندگی میں اور موت کے بعد یکساں ہوتا ہے بلکہ وفات کے بعد زیادہ اور بہتر ہوتا ہے توجہ اور تصرف اچھی طرح کر سکتے ہیں کیونکہ زندگی میں تو حجاب بدنی بعض چیزوں کے احوال پوشیدہ رکھتا ہے اور وفات کے بعد یہ حجاب بھی اٹھ جاتے ہیں اور ایسے ہو جاتے ہیں گویا نکوار میان سے سونت لی اور یہ بات یقینی ہے کہ خوف میں بند نکوار سے سوتی ہوئی نکوار اچھی طرح کھم کر سکتی ہے۔

آپ کے ترک و تجرید کی کیفیت

حضرت میاں جیو رحمتہ اللہ علیہ لاکھنؤی سے ترک و تجرید میں یگانہ روزگار تھے شیخ داؤد کی زبانی روایت ہے کہ میں (داؤد) ہمیشہ حضرت میاں جیو رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا لاہور کے علماء سے ایک شخص خالد گوجر کو آپ نے آخری عمر میں یاد الہی میں مشغولی کیا تھا۔ اس کی عورت نے مجھ سے آکر بیان کیا کہ خدا کے لئے حضرت میاں جیو رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں میری طرف سے عرض کرو کہ آپ نے تو مجھے خادمہ کی زندگی ہی میں بیوہ کر دیا۔ میرا گھریا چاہ ہو رہا ہے۔ اور خادمہ میری طرف توجہ ہی نہیں کرتا یہ سن کر میں (داؤد) میاں صاحب کے گھر گیا اور میرے ہمراہ میاں محمد مراد مفتی بھی تھے ہم نے دیکھا کہ آپ تما پڑے ہیں

اور بکری کی بجائے دستار مبارک زیر سر ہے اور بدن کی پھنسیوں پر کھیاں بیٹھی ہوئی ہیں جن کو اڑانے کے لئے کوئی خادم بھی موجود نہیں اور سینہ مبارک سے آواز آرہی ہے۔ ہم یہ حالت دیکھ کر رو پڑے۔ اور ایک گوشے میں بیٹھ گئے آپ نے آنکھیں کھولیں۔ پوچھا کون؟ عرض کیا داؤد اور محمد مراد۔ کس طرح آئے؟ ملا حلد کی پیروی کا پیغام عرض کیا گیا۔ آپ اٹھ بیٹھے اور ہمیں بھی بٹھایا اور جواب میں فرمایا کہ ملا حلد سے جو کچھ اس کی عورت چاہتی ہے وہ اس کام کا نہیں۔ کیونکہ ہمارے شغل کی یہ کیفیت ہے کہ ماسوائے اللہ سے کچھ تعلق نہیں رہتا۔ پھر میں (داؤد) نے رو کر عرض کیا کہ جناب کی یہ کیا حالت ہے کہ اپنے تن بدن کی بھی خبر نہیں۔ آپ کا وجود بہت غنیمت اور مبارک ہے کوئی کھیاں اڑانے کو بھی موجود نہیں۔ فرمایا اسے داؤد مجھے مطلق خبر نہیں۔ اگر تم چھری سے میرا بند بند کاٹ دو تو بھی مجھے خبر نہ ہو۔ اہل شریعت کے نزدیک تو کفر کے بعد کلمہ پڑھنے سے آدمی مومن ہو جاتا ہے لیکن اہل حقیقت کے نزدیک غفلت کا علاج کسی چیز سے نہیں ہو سکتا۔

ملاقات بادشاہ جہانگیر

اکبر بادشاہ کا بیٹا سلیم نام سے اس لئے موسوم ہوا کہ وہ حضرت شیخ سلیم چشتی (مزار در فتح پور سیکری) کی دعا سے پیدا ہوا تھا۔ مگر جب وہ باپ کے مرنے کے بعد ۳۸ برس کے سن میں ۱۵۵۶ء میں تخت نشین ہوا تو اس نے اپنا نام جہانگیر اور لقب نور الدین رکھا۔ دونوں کی وجہ تسمیہ وہ یوں لکھتا ہے کہ چونکہ بادشاہوں کا کام جہانگیری ہے اس لئے میں نے یہ نام اختیار کیا اور چونکہ نور کے ترکے میں تخت نشین ہوا تھا اس لئے لقب نور الدین رکھا۔

جہانگیر بزرگوں کی زیارت کا بڑا شائق تھا چنانچہ اپنے چودھویں سن جلوس کے واقعات میں جو ۱۵۷۸ء مطابق ۱۵۹۸ء میں ہوئے اس نے تین بزرگوں کے متعلق اپنے تاثرات درج ترک جہانگیری کئے ہیں۔

- ۱۔ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق
- ۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت اور
- ۳۔ حضرت شیخ میاں میر رحمۃ اللہ کے متعلق۔ یہی حضرت موخر الذکر کی نسبت

جہانگیر نے لکھا ہے وہ من و عن درج کیا جاتا ہے۔

میں بعض رسید کہ در لاہور میاں شیخ محمد میر نام درویشے است خدی الاصل بنایت فاضل و مرتاض و مبارک نفس و صاحب حال و در گوشہ توکل و عزلت مشغول کشتہ از فقر یعنی و از دنیا مستثنیٰ نشسته است بنا بریں خاطر حق طلب ہے ملاقات ایشان قرار تکیہ پدیدن ایشان رغبت افروز بلاہور رفتن مستحدم رقعہ بخدمت ایشان نوشتہ شوق باطن را ظاہر ساختہ و اس عزیز باوجود کبر سن و ضعف بینہ تصدیقہ کشیدہ تشریف آورد۔ مدت معتد تھا ایشان نشستہ صحبت متونے داشتہ شد۔ الحق ذات شریف است و دریں عہد بغایت نعمت و عزیز الوجود اس نیازمند از خود برآمدہ با ایشان صحبت داشت و بہا سلطان بلند از خالق و معارف استماع افتاد۔ ہر چند خواہم نیازے بکدر انم چوں پایہ ہمت ایشان ازاں عالی تر یا بظہم خاطر باظہار اس مطلب رخصت نداد۔ پوست آہو سفید بخت جائے نماز ایشان مکرر انیدم فی الفور وداع شدہ بہ لاہور تشریف بردند۔

جہانگیر بھی تلی بات کہنے کا عادی ہے۔ اس نے تحریر بالا میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل اور زہد و ریاضت اور فقر میں غنا کی تعریف کی ہے جو بالکل بجا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ آپ بزرگ تھے۔ چونکہ آپ ۱۵۵۷ء میں پیدا ہوئے اس لئے وقت ملاقات آپ کا سن شریف ۷۱ برس کا ہوا۔ ملاقات کس جگہ ہوئی صاف نہیں لکھا۔ ترک میں اس سے پہلے مقام فرخ آباد لکھا ہے اور بعد ملاقات دولت آباد۔ لہذا انہی مقامات کے درمیان آپ جہانگیر سے ملے۔ اس ملاقات کی تفصیل دارالکتبہ نے مسکنہ الاولیاء میں دی ہے جو بڑی دلچسپ ہے لہذا نقل کی جاتی ہے بطور سوال و جواب

جہانگیر : جناب شیخ ! میرے پاس خزانے میں جو زر و ہواہر وغیرہ ہے وہ میری نظر میں اجنب اور پتھر کے برابر ہے اگر آپ توجہ فرمائیں تو میں بھی دنیاوی تعلقات سے کنارہ کش ہو کر آپ کا درویش بن جاؤں۔

حضرت میاں میر : چونکہ تم کہتے ہو کہ میری نظر میں ہواہر اور پتھر یکساں ہیں اس لئے تم صوفی ہو

جہانگیر : حضرت ! آپ ایسی دلیلیں دے کر مجھے ہلاک نہ کریں اور ترک دنیا کی اجازت دیں۔

حضرت میاں میر : تمہارا وعدہ خلق اللہ کی پاسبانی کے لئے ضروری ہے اور تمہارے عدل کی برکت سے فقیر بھی دل جمعی سے اپنے کام میں مشغول ہیں اس لئے تمہارا تخت پر متمکن رہنا مفید خلق ہے۔

جہانگیر : میں پھر عرض کرتا ہوں کہ میری عرض کی طرف توجہ فرمائیں

حضرت میاں میر : اچھا تم پہلے اپنے جیسا خلقت کا عادل حکمران کوئی شخص پیش کرو۔ پھر میں تمہیں اپنے ساتھ لے جا کر مشغول کروں گا۔

جہانگیر : اچھا آپ کو یہی پسند ہے تو کردن حلیم تم ہے اب عرض ہے کہ آپ مجھے کوئی خدمت فرمائیں کہ بجا لاؤں

حضرت میاں میر : جو میں مانگوں گا وہ دے

جہانگیر : برو چم

حضرت میاں میر : میں جلد از جلد رخصت چاہتا ہوں

دارالشکوہ کا بیان ہے کہ بادشاہ نے بڑی تواضع سے آپ کو رخصت کیا اور بعد میں بھی شوق ملاقات کی آرزو کا اظہار کرتا اور لکھتا رہا۔

قالب اس جا است جاں در کوئے دوست
خلق راہ وہے کہ جان در قالب است

ایک رقعہ کا سرنامہ تھا ”بعرض حضرت پیر دہگنیر شیخ میرانزین نیازمند درگاہ الہی جہانگیر“ اور مضمون یہ کہ بعد عرض دعا التماس ہے کہ اس بندۂ خدا کو عالم رافضی کے ہاتھ سے خلاصی دلانیں۔ جو شخص پہلے خلاف عمر کرے وہ بالضرور غضب الہی میں گرفتار ہو گا۔ آمین

یہ رقعہ اس وقت لکھا گیا جب کہ ایران کے بادشاہ نے قندھار پر چڑھائی کی تھی۔

نوٹ : ایران میں صفوی خاندان کی حکومت ۱۵۰۲ سے ۱۷۰۹ تک رہی۔ یہ خاندان بڑا متعصب شیعہ تھا۔ نادر شاہ افشاری ترک نے ایران کی عنان حکومت سنبھال کر لعن و تہرا کی رسم رکھا ”بند کی“ میں کتاب جہاں کشائے نادری سے ایک رسالہ بنام شیعہ سنی میں مصالحت مرتب کیا ہوا ہے جو دارالاشاعت علوم اسلامیہ حسین آگاہی ملتان شہر سے (دو آنہ ۲) پر دستیاب ہو سکتا ہے۔ اس میں واضح کیا گیا ہے کہ لعن و تہرا کی رسم بد کب جاری ہوئی اور نادر شاہ نے اتحاد بین المسلمین کے نیک ارادہ سے اسے بند کر کے ثواب عظیم حاصل کیا۔ اقبال مرحوم نے اس کی تعریف میں لکھا ہے۔

یہ ادارہ ایک مدت سے ختم ہو چکا ہے۔ (ادارہ)

نادر اکرم رمز آشنائے اتحاد
با مسلمان دار پیغام و داد

بادشاہ شاہجہان کی حاضری

داراشکوہ ”سکنتہ الاولیاء“ میں رقم طراز ہے کہ جمائیکر کی وفات کے بعد غلیفہ برحق شاہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ دو مرتبہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حاضر ہوئے۔ میں بھی اس وقت ساتھ تھا۔ حضرت میاں جیو رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی لطیف باتیں اور چند و نصائح فرمائیں۔ پہلی بات وہ آجانب نے فرمائی وہ یہ تھی کہ عادل بادشاہ کو اپنی رعیت اور سلطنت کی خبر گیری اور اپنی تمام امت و ملائمت کو آباد کرنے میں صرف کرنی چاہئے۔ کیونکہ اگر رعیت آسودہ حال اور ملک آباد ہے تو سپاہ آسودہ اور خزانہ پر ہو گا۔ بعد ازاں دین و مذہب کی مصلحت شروع ہوئی (اس کے بعد داراشکوہ نے اپنی بیماری اور اس سے شفا پانے کا ذکر کیا ہے جو سکنتہ الاولیاء سے میں پیشتر ازیں نقل کر چکا ہوں۔

حضرت بادشاہ بہت دیر حضرت میاں جیو رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے رہے حتیٰ کہ آپ نے دعا کر کے انہیں رخصت کر دیا۔

دوسری ملاقات پر بادشاہ نے حضرت میاں جیو رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ آپ توجہ فرمائیں۔ کہ میرا دل دنیا کی طرف سے سرد ہو جائے آپ نے فرمایا کہ جب تم کوئی نیک کام کرو اور مسلمان کا دل خوش ہو اس وقت اپنے حق میں دعا کرو۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا اور کچھ نہ مانگو۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں

ایں خیال است و محال است و جنوں

یعنی دنیا کی حرص رکھتے ہوئے یہ چاہنا کہ مقبول خدا ہو جاؤ ایک محال اور

مجنونانہ خیال ہے۔

داراشکوہ لکھتا ہے کہ اس مرتبہ بھی بادشاہ تقریباً ایک ہفتہ حضرت میاں جیو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہ کر رخصت ہوئے۔ اس کے جانے کے بعد شیخ محمد لاہوری کے استفسار پر کہ مجلس کیسی رہی آنجناب نے فرمایا کہ بادشاہ فرد کامل اور منظر خاص ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی آمد و رفت اور بات چیت سے میری حالت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ کیونکہ میں جس کام میں مشغول تھا اسی میں لگا رہا۔ (دل چاہو دست بکار) پھر فرمایا صوفی جب کامل ہو جاتا ہے اور اس کا دل خطرے سے پاک ہو جاتا ہے تو اسے کوئی چیز ضرر نہیں دے سکتی۔ وہ خود بادشاہ ہوتا ہے اس کی نگاہ میں بادشاہت کچھ قدرو منزلت نہیں رکھتی۔ کیونکہ سب بادشاہ اس کے مسخر ہوتے ہیں۔ من لدہ الملویۃ فلہ الکل (جس کا خدا ہے اس کا سب کچھ ہے)

بادشاہ (شاہجہان) نے میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یہ عرض کرتے ہوئے کہ آپ دنیوی مال سے کنارہ کش ہیں یہ سمجھوروں کی تسبیح اور شال کی دستار بلور نذر قبول فرمائیں۔ آپ نے دستار تو واپس کر دی اور تسبیح رکھ لی اور پھر وہ مجھے مخلص مرید (داراشکوہ) کو عنایت فرما دی۔

داراشکوہ کی عقیدت : داراشکوہ بیان جاری رکھتے ہوئے لکھتا

ہے کہ چونکہ اس مرتبہ بندہ کا یقین پختہ تر ہو گیا تھا۔ اس لئے جب بادشاہ اور دیگر اشخاص آنجناب کے ہالا خانہ پر گئے تو میں اپنی پاپوش کو نیچے پھینک اور اس مبارک گھر کو وادی مقدس سمجھ کر گئے پاؤں گیا۔ حضرت میاں جیو رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ سے ہم کلام ہوتے وقت اونگ چبا کر پھینکتے جاتے تھے۔ بعض حاضرین کو یہ امر ناگوار گزرا۔ لیکن بندہ کمال ارادت و اخلاص سے ان کو جمع کر کے کھاتا تھا۔ اس وقت میرے دل سے دنیا سے بے تعلقی اور اس گروہ کی محبت زیادہ ہوتی گئی۔ اور اس برکت سے بڑے بڑے اثر مجھ پر ظاہر ہوئے اور مجھے مل گیا جو مل گیا اور اسی کی برکت سے قوت

یابیہ حاصل ہوئی۔ اور طبیعت موزوں ہو گئی۔ امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن بھی آفتاب کے فقیروں کے (مرو میں میرا حشر ہو گا جب بادشاہ ساتھیوں کے ساتھ رخصت ہو گئے۔ تو بندہ نے تما حضرت میاں جیو رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سر آفتاب کے قدموں پر رکھ دیا۔ دیر تک ملتا رہا اور آپ بشارت اور خوشحالی سے اپنا دست مبارک اس فقیر کے سر پر پھیرتے رہے۔ مجھے اعزاز بخشا اور مرحمت فرمائی اور رخصت عیادت کی پھر آفتاب کے بعض احباب سے سننے میں آیا کہ جب حضرت میاں جیو رحمتہ اللہ علیہ نے سنا کہ میں تنگے پاؤں اوپر گیا تھا تو آپ نے خوش ہو کر دوبارہ میرے حق میں دعا کی۔

دارالہکھو نے اپنی طرف حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کی خاص توجہ کے اور بہت سے واقعات لکھے ہیں چونکہ مضمون طویل ہو رہا ہے اس لئے جتنا لکھا جا چکا ہے اتنا میں کافی سمجھ کر بس کرتا ہوں۔

حضرت میاں میر کی چند کرامتوں کا بیان

حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کی کرامات میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

غیب سے طعام و نقد مسیا ہونا : حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کے چار بھائی تھے۔ ۱۔ میاں قاضی ۲۔ قاضی عثمان ۳۔ قاضی لاہور ۴۔ قاضی عمر۔ جو اپنے وطن سیوہن علاقہ سندھ میں رہتے تھے اور آپ عمر میر لاہور میں مقیم تھے۔ ایک دفعہ ان بھائیوں میں سے ایک لاہور آیا جب کہ آپ فقر و فاقہ میں تھے۔ گھر میں کچھ نہیں تھا مہمان بھائی کے لئے بڑے مضطرب ہوئے کہ اسے کیا کھلائیں۔ بھائی کو جھرو میں بٹھا کر آپ بارگ میں چلے گئے۔ وضو کیا اور دو نقل پڑھ کر درگاہ الہی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور کہا۔ الہی ! میں بے کس و بے یار و مددگار ہوں میرے سوا میرا اور کوئی یار نہیں۔ پاس کچھ نہیں کہ عزیز مہمان کو کھلاؤں۔

مشغول دعا ہی تھے کہ گھر سے ایک شخص آیا اور کہا کہ آپ کے لئے کوئی شخص کھانا لے کر آیا ہے۔ اور آپ کا انتظار کر رہا ہے۔ چنانچہ آپ آئے اور لانے والے نے طعام کا خوان اور کچھ نقد بھی پیش کیا اور کہا کہ جس سے آپ نے مانگا ہے اس نے یہ چیزیں بھیجی ہیں۔ اور کہا کہ اگر اور چاہئے تو وہ بھی بھیج دوں۔ آپ نے رکنہ شکرانہ ادا کیا اور مہمان بھائی کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔

چڑی مار کی توبہ : حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ بیٹھے تھے۔ دیکھا کہ ایک فاختہ کو کو کے فٹے کا رہی ہے۔ آپ ان نفوس سے مغلوط ہو رہے تھے کہ اسنے میں ایک چڑی مارنے تاک کر اسے غلولہ رسید کیا اور وہ مگر کر مر گئی۔ شکاری اسے مردہ کچھ کر پھینک کر چلا گیا۔ حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ نے خادم سے کہا۔ فاختہ کو اٹھا لاؤ جب وہ لایا تو آپ نے اس کے جسم پر باکرامت ہاتھ پھیرا تو وہ جی کر درخت پر جا بیٹھی اور محو ترنم ہوئی۔ چڑی مار یہ دیکھ کر اسے نشانہ کرنے لگا تو آپ نے منع فرمایا کہ وہ باز نہ آیا۔ غلیل لے کر کھینچنے لگا ہی تھا کہ ہاتھ میں درد شدید اٹھا جس کی شدت سے وہ ٹرپ کر زمین پر گر پڑا۔ حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ فوراً اس کے سر پر پہنچے اور فرمایا اے بے دردی بے دردی کی وجہ سے ہے جو تو نے فاختہ سے روا رکھی اور میرا کتنا نہ مانا۔ آخر اس نے آپ کے پاؤں پر سر رکھ کر معافی مانگی اور عرض کیا کہ میں نے آنکھہ شکار سے توبہ کی۔ حضرت نے رحم کھا کر اس بے دردی کے درد ناک ہاتھ پر دست مبارک پھیرا جس سے اسے اتفاق ہو گیا یہ کرامت دیکھ کر وہ آپ کا مرید بن گیا۔

۳۔ طبع راسہ حرف است و ہر سہ تھی : یہ حضرت سیدی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک شعر کا مصرع ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ لفظ طبع کے تین حرف ہیں اور تینوں خالی اس طرح طابع کو محرومی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک مفلوک الحال مثل حاضر

ہوا اسی اثنا میں ایک شخص آیا اور اس نے عینکس روپے بطور نذر آپ کی خدمت میں پیش کئے آپ نے خلاف عادت وہ نذرانہ قبول کر لیا۔ اور اسی وقت اس غریب مثل کو عنایت کر دیا اور فرمایا کہ اس رقم سے ایک گھوڑا خریدو اور فلاں شہزادے کے پاس جاؤ وہ تمہیں سواروں میں نوکر رکھ لے گا۔ ایک شخص وہاں بیٹھا تھا۔ اس نے چلا کر کہا۔ واہ حضرت خوب انصاف کیا کہ رقم ایک ہی شخص کو دے دی۔ میں بھی مستحق تھا۔ میرا حصہ بھی نکالا ہوتا۔ اس قسم کی بکواس کرتا ہوا وہ اٹھ کر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد آپ نے فرمایا کہ یہ شخص بڑا حریص ہے۔ اس کی کرشمیں سواسو کے قریب ۵۰۰ درہم بندھے ہیں اور پھر بھی طمع نہیں چھوڑتا۔ اسے اس کی سزا ملے گی۔ قصہ مختصر وہ نمائے گیا تو درہموں کی پوٹی غسل خانے میں بھول گیا جو کسی نے اٹھا لی۔ روتا بیٹتا آپ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا۔ دریا کی طرف جا وہاں ایک شخص کشتی میں بیٹھا ہے تیرا روپیہ اس کے پاس ہے۔ اس سے لے لے چنانچہ یہ وہاں پہنچا تو اس نے روپیہ اسے دے دیا مگر اسے روپیہ کے گم ہونے کے غم سے پیش لگ گئی تھی۔ اسی بیماری سے وہ مر گیا اور روپیہ اس کے دو نوکروں نے ہتھ لیا۔ تیسرا نوکر دیکھتا ہے اس نے ان کے کھانے میں زہر ملا کر کھلایا اور وہ مر گئے اور یہ شخص ان کے قتل کے جرم میں مار ڈالا گیا۔ طمع نے چاروں کی جان لی۔

۴۔ فرار شدہ کنیز کی بازیابی : ایک شخص کی لوطی اپنے مالک کا مال جو بطور امانت اس کے پاس تھا لے کر فرار ہو گئی۔ اس نے ہر چند تلاش کیا مگر نہ ملی۔ آخر حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور قصہ مصیبت بیان کیا آپ نے فرمایا مگر جا وہاں کنیز کو موجود پائے گا۔ چنانچہ وہ گیا تو اسے موجود پایا۔ حیران ہوا کہ یہ ایک بیک کس طرح آئی۔ لوطی سے پوچھا تو اس نے کہا میں خود حیران ہوں کہ اسے دور دراز قافلے سے کس طرح واپس پہنچ گئی۔ ہاں یاد آ گیا کہ ایک ہاتھ غیب سے نکلا ہوا جو غالباً حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ تھا اس نے مجھے بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور یہاں لا بیٹھایا۔

۵۔ مرید بروقت روستاق پہنچا : حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا بڑا عالم فاضل جو روستاق کا رہنے والا تھا۔ سبکی نام۔ وہ بڑی مدت سے آپ کی خدمت میں رہتا تھا آپ نے اسے ایک دن فرمایا کہ تمہارا جلدی وطن پہنچنا ضروری ہے۔ چنانچہ وہ ہاول ٹاغوانہ چل پڑا بد نشان پہنچا اور شام کے بعد وارد روستاق ہوا۔ اپنے گھر کے پاس بڑی چل پل دیکھی۔ ہمتیں روشن تھیں اور عظام پک رہا تھا۔ ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا تقریب ہے۔ اس نے بتایا کہ یہ مکان ملا سبکی کا ہے۔ بائیس برس ہوئے کہ وہ ہندوستان گیا تھا پھر نہیں لوٹا چند مہینے ہوئے کہ اس کی وفات کی خبر آئی۔ بیوی ایام عدت پوری کر چکی ہے اب اس کے نکاح خانی کی تیاری ہے۔ یہ سن کر وہ اپنے پیر دھگیر کے کشف و کرامات کا قائل ہوا۔ اپنے صورت آشیانوں سے ملا۔ جنہوں نے اسے پہچان کر حاضرین مجلس نکاح کو اس کے زندہ موجود ہونے کی خبر دی اور سب کو منتشر ہونا پڑا۔ ملا سبکی چند دن اپنے اہل و عیال میں رہا ان کے ثناء و تہنید کا بندوبست کر کے پھر خدمت پیر میں لاہور حاضر ہو گیا۔ آپ نے اسے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا۔ ملا ! اگر وہاں دیر سے پہنچتا تو بڑی قیامت پیدا ہوتی۔ ملا نے آپ کے پائے مبارک پر سر رکھ کر شکرانہ ادا کیا۔

۶۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ کو تسلی فرمانا : جب جہانگیر بادشاہ آخری دفعہ کشمیر گیا تو چند مخالفوں نے اسے شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مرزا حسام الدین کے خلاف جو خواجہ باقی باللہ کے جلیل القدر مریدوں میں سے تھے کے خلاف جھوٹی باتیں بنا کر گوش گزار کیں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ شیخ عبدالحق اور مرزا حسام الدین دہلی سے کشمیر آئیں اور شیخ عبدالحق لاہور پہنچے اور پریشان حال حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی مصیبت کا حال بیان کیا۔ آپ نے تسلی دی کہ آپ کشمیر جائیں گے نہ حسام الدین اور نور الحق بھی کافل نہیں جائے گا۔ سب خوش و خرم دہلی میں رہیں گے۔ چار روز بعد جہانگیر کے کشمیر میں فوت

ہوئے اور اس کی نقش لاہور لا کر وطن ہونے کی اطلاع ہو گئی اور سب کے حکم جلا وطنی منسوخ ہو گئے اور خوشی خوشی دہلی واپس چلے گئے۔ یہ ۱۰۳۷ھ بمطابق ۱۶۲۷ء کا واقع ہے جس کے آٹھ برس بعد حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ واصلِ جنت ہوئے۔

۷۔ درخت سرو کی تسبیح : ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ہر شے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے۔ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ ایک دن باغ میں تشریف لے گئے اور سرو کے درخت سے پوچھا کہ تمہاری تسبیح کیا ہے اس نے عرض کیا کہ اسم "یا باغ"۔

۸۔ آپ کے رومال کی برکت : حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ وضو کر کے جس رومال سے منہ پونچھا کرتے تھے وہ آپ نے اپنے ایک خادم کو عطا کر دیا اور فرمایا کہ اپنے اہل و عیال میں سے جس بیمار کے سر پر اسے باندھو گے اللہ شفائی اسے شفا بخش دے گا۔ چنانچہ اس نے ہر بیماری اور آسیب پر اسے آزمایا اور شفائی پایا۔

۹۔ کھاری چاہ کا بیٹھا ہونا : امراء لاہور میں سے ایک نے ایک حویلی میں کنواں کھدوایا۔ مگر اس کا پانی کھاری برآمد ہوا۔ وہ اس سے ایک کونہ بھر کر حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے آیا۔ اور حال عرض کیا آپ نے سورۃ الحمد پڑھ کر اس پر دم کی اور اس سے تھوڑا سا پانی کر فرمایا کہ اسے لے جا کر کنوئیں میں ڈال دو۔ چنانچہ اس عمل سے اس کی کنواہٹ شیرینی سے بدل گئی۔

۱۰۔ کانگرہ کی فتح : جہانگیر نے ترک میں لکھا ہے کہ قلعہ کانگرہ کسی بادشاہ سے فتح نہیں ہوا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی توفیق سے اس کی فتح میرے عہد میں کم محرم ۱۰۳۱ھ کو ہوئی۔ "تذکرۃ الامانیہ" میں لکھا ہے کہ قلعہ کانگرہ کا کئی سال محاصرہ رہا۔ مگر فتح نہ ہوا آخر فوج کے ایک امیر نے جو حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا مرید

تھا آپ کی خدمت میں تھکرا عرض کیا کہ اس کی فتح کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ نے اسی عرضی کی پشت پر رقم فرما دیا کہ ان شاء اللہ قلعہ کی تسخیر میرے ہاتھ پر ہوگی۔ چنانچہ چار دن بعد قلعہ مسخر ہو گیا۔

۱۱۔ گونگے لڑکے کی گویائی : ایک شخص نے اپنا گونگا بیٹا حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا کہ دعا کریں کہ یہ بولنے لگے۔ آپ نے لڑکے کی طرف توجہ کر کے فرمایا پڑھ بسم اللہ الرحمن الرحیم چنانچہ اس نے بسم اللہ پڑھ دی اور گویا ہو گیا اور تھوڑی مدت میں اس نے قرآن مجید حفظ کر لیا۔

۱۲۔ لڑکے کی ولادت کی بشارت : ایک شخص جو فاضل نام حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا اس کا ایک بیٹا فوت ہو گیا۔ بحالت غم آپ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا۔ غم نہ کھا تیری بیوی حاملہ ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اسے بیٹا عطا کرے گا۔ چنانچہ جیسا آپ نے فرمایا تھا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے نعم تبدیل عطا فرما دیا۔ اس کا نام محمد افضل رکھا گیا۔

حضرت میاں میر کا ایرانی مجتہد سے مناظرہ

سلطنت مغلیہ ہندوستان میں اکبر بادشاہ کے عہد میں مستحکم ہوئی۔ اکبر کی پالیسی صلح کل تھی۔ چنانچہ جہانگیر ترک میں رقم طراز ہے :

"چند من در اکثر اوقات بادشاہان ہر دین و مذہب صحبت می داشتند خصوصاً پانڈتوں و دانایان ہند و با آنکہ امی بودند و از کثرت مجالست بادانایان و ارباب فضل در منہنگو باچان ظاہری شد کہ چچا کس پے بہ امی بودند ایشان نمی بود و بد قاکلی نظم و نثر چنان ی رسیدند کہ مافوقہ برآں متصور نبود"

یعنی میرا باپ (اکبر بادشاہ) ہر مذہب و ملت کے دانوں سے مجالست رکھتا تھا اور یہ عالموں کی صحبت کا اثر تھا کہ باوجود ان پڑھ ہونے کے نظم و نثر کے نکات کو اس

طرح پہنچتا تھا کہ اس سے زیادہ خیال میں نہیں آسکتا تھا۔

پھر جہانگیر لکھتا ہے کہ ”ارباب مل مختلفہ را در وسعت آباد دولت ہے بدملکس
جا بخلاف سایر ولایت عالم کہ شیعہ را بغیر از ایران و سنی را در روم و ہندوستان و
توران جانیست در ممالک محروسہ اش کہ ہر حد سے بہ کنار دربارے شور قشی گشتہ
ارباب مشہائے مختلف و عقیدت ہائے صحیح و ناقص را چاہودہ راہ تعرض بستہ گشتہ سنی
یا شیعہ در یک مسجد و فرنگی یا یودی در یک کلیسا عبادت می سپردند۔ صلح کل شیوہ مقرر
ایشان بود بایگان و خوبان ہر طائفہ و ہر دین و آئین محبت می داشتند و بقدر حالت و
فصدیگی۔ ہر کدام انقلابات می فرمودند۔ الخ

حاصل کلام اس عبارت کا یہ ہے کہ اکبر بادشاہ کا طریق صلح کل تھا۔ با مسلمان
اللہ اللہ یا برہمن رام رام ایران کے سوا شیعوں کے لئے جگہ نہیں اور سنیوں کی
روم و توران و ہندوستان ہی میں گنجائش ہے مگر اکبری سلطنت میں جس کی ہر حد
سمندر سے ملتی ہے ہر کسی کو مذہبی آزادی ہے۔ سنی شیعہ ایک مسجد میں اور عیسائی
موسائی ایک گرجا میں جمع ہوتے ہیں۔ الخ

آزادی کی یہ حالت دیکھ کر شیعہ افراد نے جو سرکار و دربار میں پناہ لے کر نور
جہاں کے باپ اور بیٹیوں کی طرح اعلیٰ عہدوں پر سرفراز ہو چکے تھے۔ مقلیدہ دولت کو
بھی ایران کی طرح اپنے مذہب میں رنگنا چاہا۔ مگر اللہ تبارک و تعالیٰ کو منظور نہ ہوا۔
پہلی کوشش جو نورجہاں کی تھی بار آور نہ ہوئی اور جہانگیر کے سامنے قاضی نور اللہ
شوستری حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں سب و ہتھم کرنے کی پاداش
میں مقتول ہوئے۔ نور جہاں بہت سست پٹائی اور اپنے عاشق شہنشاہ سے یہ سن کر کہ
تجھے میں نے دل دیا ہے نہ کہ دین و ایمان ”خاموش ہو گئی اور ہندوستان کو ایران
بنانے کا منصوبہ خاک میں مل گیا

دوسری دفعہ شاہ جہاں کے عہد میں آصف جاہ وزیر نے شیعی مذہب کی تبلیغ کے

لئے ایران کے بادشاہ کو لکھ کر ایک جید مجتہد کو شاہی خرچ پر مدعو کیا جسے لاہور کی راہ
شاہ جہاں کے پاس حاضر ہونا تھا۔ لاہور کے حاکم اسے حسب الحکم بادشاہ حضرت میاں
میر رحمت اللہ علیہ سے ملا یا۔ آپ اس سے بڑے پاک سے ملے اور مجتہد مذکور سے
سلسلہ کلام یوں شروع کیا

حضرت میاں میر : مجتہد صاحب ! آپ نے کر بلائے معلیٰ کی بھی زیارت
کی ہو گی۔

مجتہد صاحب : خدا کا شکر ہے کہ اس مقدس جگہ کی زیارت سے کئی بار
شرف ہوا ہوں۔

حضرت میاں میر : کر بلا کے کچھ فضائل بیان فرمائیں

مجتہد صاحب : اس خاک پاک کی ادنیٰ فضیلت یہ ہے کہ اس کے قرب و
جوار میں سات سات کوس تک دفن ہونے والے روزِ محشر بلا حساب جنت میں داخل
ہوں گے۔

حضرت میاں میر : کیا یہ فضیلت انبیاء کے دفن کو بھی حاصل ہے۔

مجتہد صاحب : یقیناً نبی کے ارد گرد دس دس کوس تک دفن ہونے والوں کا
یہی اجر ہے۔

حضرت میں میر : جب نبی کے گرد اتنے فاصلے تک مدفونوں کی بخشش کا یہ
مقام ہے تو کیا دو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بخشش میں کچھ شک ہے جو
بالکل رحمۃ للعالمین شفیع العظیمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو پہ پہلو آسودہ
ہیں ؟

راوی : حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی مراد حضرات شہین رضی اللہ تعالیٰ

عنا سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھی جو جان دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آرام فرما ہوئے چونکہ مجتہد دونوں کو معاذ اللہ غیر ناجی سمجھتا تھا اس لئے مجتہد صاحب کے لئے نہ پاسے رفتن نہ جائے مائین دین اس لئے انہوں نے خاموشی اختیار کرنا ہی بہتر جانا اور ادھر ادھر کی باتیں کر کے رخصت طلب کی کہ جب دارالسلطنت شاہ جہانی سے دور ایک صوبے کے عالم نے ناطقہ بند کر دیا ہے تو خدا جانے مرکز میں کیسے کیسے فاضلوں سے سہاقتہ پڑے گا۔ اس لئے ہمیں سے لوٹ جانا چاہئے۔ چنانچہ حاکم لاہور سے کوئی ہمانہ بنا کر مراجعت فرمائے ایران ہو گیا۔ جان بچائی لاکھوں پائے۔ مجتہد صاحب گھر کو آئے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”ردروافض“ کا دیباچہ ثانی۔ یہ کتاب دارالاشاعت علوم اسلامیہ حسین آگاہی ملتان نے شائع کی ہے۔

حضرت میاں میر کی سفارش سے گورو صاحب کی رہائی

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرا بیٹا خسرو باغی ہو گیا اور اس نے مفسدوں کے فریب میں آکر لوٹ مار شروع کر دی۔ ایک شخص ارجمین نام گوہر دال میں رہتا تھا اس نے پیری اور شیخی کے لباس میں بہت سے سادہ لوح ہندوؤں اور بیوقوف مسلمانوں کو اپنے اوضاع و اطوار کا متعبد بنایا ہوا تھا۔ اور لوگ اسے گورو کہتے تھے۔ جب خسرو اس کے پاس سے گزرا تو اس نے اور باتوں کے علاوہ اس کی پیشانی پر زعفران سے نقشہ لگا کر ٹھکون دیا۔ میں نے یہ معلوم کر کے اس کی حاضری کا حکم دیا اور اس اعانت و معاونت کے جرم میں اس کا مال و اسباب قرق کر لیا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ امور سلطنت میں طبعی اور فرزدی کا کوئی لحاظ نہیں کہ ”پاشاہ خوشی ندارد کہے“ جن مسلمانوں نے خسرو کی مدد کی تھی ان کو میر تانک سزا نہیں

دیں اور خسرو کو مدت العرقید رکھا۔ اور وہ قید ہی میں مرا۔

حالات حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف گورو ارجمین دیو کی تاریخی عبارت گاہ کا سنگ بنیاد نصب فرمایا بلکہ گورو جی کی آڑے وقت میں ہمیشہ مدد فرمائی۔ جب دیوان چندول گورنر لاہور نے گورو جی کو عداوت کی وجہ سے سات ماہ کے لئے قید کر دیا تو حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ ہی کی توجہ سے انہیں خلاصی نصیب ہوئی۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی توبہ

مہاراجہ رنجیت سنگھ نے زمان شاہ درانی بادشاہ کابل کی عطا سے جب لاہور پر تسلط جمایا تو دربار صاحب امرتسر کی ذیبت و تزئین کے لئے اس نے اسلامی عمارات سے سنگ رخام اور دیگر نوادرات اکھاڑ کر امرتسر بھیجا شروع کر دیں۔ اسی سلسلے میں وہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ میں آیا اور پتھر اکھاڑنے کا حکم دیا مگر اس کی دل پسند لیلا نام خوش عثمان گھوڑی بے قابو ہو گئی اور ایسی سیخ پا ہوئی کہ شاہسوار کو زمین سے فرش پر دے مارا۔ رنجیت سنگھ کو سخت چوٹوں نے بے ہوش کر دیا۔ جب ہوش آیا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ کی بے ادبی کرنے کے خیال کی سزا ہے۔ چنانچہ مزار پر حاضر ہو کر ماتھا دگڑا اور بدینتی سے توبہ کی اور پانچ سو روپیہ نذر گزارا۔ اور ہمیشہ کے لئے آپ کا عقیدت مند بن گیا (احاطہ درگاہ میں جو چرخ چوب (رہٹ) والا کنواں ہے وہ بھی اس کا لگوا دیا ہوا ہے۔) قادری سلسلے کے دوسرے لاہوری پیر حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ واقع بیرون دہلی دروازہ کی نسبت جب رنجیت سنگھ کے پوتے نونال سنگھ ولد راجہ کھڑک سنگھ نے بدینتی کا ارادہ کیا تو رات اس کا والد مر گیا۔ اور جب وہ اس کی خوش چلا کر واپس رہا تھا تو روشنائی دروازہ سے ایک پتھر کے گرنے سے ۱۸۳۰ء میں وہ بھی ہلاک ہو گیا اور روضہ موصوفہ سلامت رہا۔

حضرت میاں میر کے احاطہ درگاہ میں

اور گرد و پیش مزارات

- ۱- مزار حاجی محمد صالح مرید واقع جانب غرب روضہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ جو ان سے ایک ماہ بعد فوت ہوئے۔
- ۲- مزار محمد شریف مرحوم فرزند ہمشیرہ و سجادہ نشین متوفی ۱۰۵۳ھ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ جمال خاتون جن کا مزار غرب رویہ روضہ مقبرہ خواجہ ہماری ہے۔
- ۳- روضہ کے سامنے حضرت کے سجادہ نشینوں کے متعدد مزار ہیں۔ ان ہی میں ملا حامد گوہر متوفی ۱۰۴۳ھ کا مزار ہے۔
- ۴- گورستان اقربائے محمد شریف مرحوم متصل مقبرہ خواجہ ہماری
- ۵- مزار بی بی جمال باوی ہمشیرہ ثانی حضرت بیروں باغ ملا شاہ جانب غرب حضرت ملا شاہ کا مزار اب موضع میاں میر کے اندر آگیا ہے۔
- ۶- مزار سید علی شاہ سابق سجادہ نشین متوفی ۹۵۶ھ متصل چاہ سقاییہ جانب مشرق روضہ
- ۷- ۱- مزارات حضرت عیسیٰ شاہ ولد سید سید شاہ ۲- سید عنایت شاہ سجادہ نشین مرحوم ۱۳۵۳ھ ۳- سید اکبر شاہ بن عیسیٰ شاہ ہرے مزارات ایک علیحدہ قبہ میں جانب مشرق روضہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔
- میں چینی کا لطف اٹھاؤں گا کیا
جو وہ رونق بزم تم ہی نہ رہے
- ۸- مزار زوجہ سید عبد اللہ شاہ و سترک جج جس پر یہ شعر کندہ ہے۔
یہ تمہارے ہی دم سے تھی بزم طرب

مجھے چھوڑ گئے کیا کیا یہ غضب

- ۹- سر سکندر حیات کی زوجہ کی قبر بھی اس طرف (جانب مشرق) ہے
- ۱۰- مزار مسقف حور بانو بنت خواجہ حسن نظامی متوفی ۸۶۷ھ - ۱۹۳۹ء یہیں احاطہ درگاہ کی آخری مشرقی جانب ہے پھت پر بھڑوں کا چھتہ اور ایک پرندے کا گھونسلہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس مصائب انقلاب سے مرنے والی کے مزار کا کوئی خبر گیر نہیں۔
- ۱۱- نادرہ بیگم : مقبرہ یا بارہ دری نادرہ بیگم جسے میں نے ہسٹری آف لاہور وغیرہ سے دیکھ کر لعلی سے تاریخ جلیلہ میں دارالحکومہ کی بیٹی لکھ دیا تھا اور جو فی الحقیقت شہزادہ پرویز بن جمالیہ کی بیٹی از بطن جہاں بیگم بنت سلطان مراد بن اکبر بادشاہ ہے۔ نادرہ بیگم کے حکم سے دارالحکومہ کے ہاں جہاں لایب بانو بیٹی ہوئی جسے بعد قتل دارالحکومہ اس کی پھوپھی جہاں آرا بیگم نے پرورش کیا نادرہ بیگم کی شادی بڑی دھوم دھام سے شاہ جہاں نے ۱۰۴۲ھ میں کی تھی۔ ملاحظہ ہو شاہ جہاں نامہ جدید الطبع کا صفحہ ۳۹ یہ بارہ دری بالکل شکستہ حالت میں احاطہ درگاہ سے باہر پرے مشرق کی طرف کھیتوں میں ہے۔ اور اس کے اندر پتھریں کے لئے بڑی مشکل آتی ہے کیا محکمہ آثار قدیمہ اس طرف توجہ نہ کرے گا۔
- ۱۲- حکیم فقیر محمد مرحوم : درگاہ کے احاطہ کی جنوبی دیوار کے ساتھ باہر کی جانب مزارات ہیں ان میں ایک مزار فخر الاعلیٰ حکیم فقیر محمد صاحب چشتی نظامی امرتسری علیہ الرحمۃ کا ہے۔ اس کی غور و پرداخت مرحوم کے خلف الصدق حکیم محمد موسیٰ امرتسری بادائے حق فرزند ہی خوب کرتے ہیں۔ مرحوم کی تاریخ رحلت یہ ہے۔
رفت از جہاں فقیر محمد کہ بے گمان
در ہر دو علم ماہر و دہان آمد
گر گیند پوش ماند مثال عمر معمر

در دستش ارچہ سندس و دیباچ آمد

شیخ العالیات کہ بد عارف الذ

ہر گام او بجاوہ منہاج آمد

تاریخ رحلتوں بدل تائی حزن

فوت نجیب در شب معراج آمد

۱۳۷۱ھ

ولہ

”اہل عرفان فقیر محمد قرن محمد“

۱۳۷۱ھ

جناب حکیم فقیر محمد صاحب مرحوم الحاج قلد میاں علی محمد صاحب خلیفہ و سجادہ نشین حضرت میاں محمد شاہ بی شریف ضلع ہوشیار پور کے مرید خاص تھے۔

نوٹ : ہسٹری آف لاہور میں جج محمد لطیف رقم طراز ہیں کہ دارالہکومہ اپنے پیر حضرت ملا شاہ بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۲۳ھ - ۱۲۸۳ھ میں لاہور آکر حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے اور تا عمر مجبورہ کر ۱۲۷۲ھ - ۱۲۸۱ھ میں فوت ہوئے ان کے مزار پر بڑے قیمتی پتھر لگوائے ہوئے تھے۔ وہ سب رنجیت سنگھ نے اتروائے۔ اسی طرح آپ کے دوسرے مرید خواجہ بہاری رحمۃ اللہ علیہ جن کا روضہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ درگاہ کے باہر مغربی جانب بلند خشتی چبوترے پر واقع ہے اور جو ۱۲۳۱ھ - ۱۲۸۱ھ میں فوت ہوئے تھے ان کے روضہ کے قیمتی پتھر بھی رنجیت سنگھ کے فرائیسی افسر جرنیل ایوی فیملی نے اتار کر اپنی کوشی سجائی تھی اس کے مغرب میں ایک پرانی مسجد ہے جسے گرد و پیش بننے والے مسلمانوں نے اس کے تالاب سمیت مرمت کرا لیا ہے۔ بادشاہ نامہ میں مسطور ہے کہ آپ صاحب کرامت بزرگ تھے (محمد لطیف)

درگاہ میاں میر کا چشم دید حال

میں نے اسی ذوالحجہ کے مہینے ۱۳۵۵ھ میں (بیس برس پہلے) جو چشم دید حالات درج تاریخ جلیلہ کئے تھے وہ اب علی حالہ ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ موجودہ نوجوان گدی نشین نے مسجد کے لئے ساتباں وغیرہ مہیا کئے ہیں اور مرمت طلب حجروں کو ٹھیک کیا ہے۔ وہ چشم دید حالات ملاحظہ ہوں۔

خانقاہ کی چار دیواری محیط ہے۔ احاطہ بڑا وسیع ہے داخلہ کے لئے جنوب کی طرف دو دروازے ہیں اور شمال کی طرف ایک جنوبی طرف پاس ہی دکائیں ہیں جن میں پٹاشے الہانچی دانے اور شربت وغیرہ فروخت ہوتے ہیں۔ ہم اسی طرف سے داخل ہوئے روضہ کو عین وسط میں پایا چھ سنگ مرمری سیڑھیاں اوپر پہنچاتی ہیں۔ اس کا چبوترہ میرے قدموں کی پیمائش کے مطابق ہر طرف تقریباً ساڑھے دس قدم ہے یعنی تقریباً ۳۴ مرلے اس سے نصف رقبہ پر روضہ ہے جس کی دیواریں سوا پانچ پانچ قدم طویل ہیں۔ چبوترے کی شمالی اور جنوبی کونے سے سترہ سترہ قدم پر احاطے کی دیواریں ہیں۔ بیچ گنبدی مسجد جنوب کی طرف دس قدم پر ہے جو شمالاً جنوباً ۱۸ اور شرقاً غرباً دس قدم ہے دیواروں سمیت روضہ جتنا ہی ہو گا یعنی ۳۴ مرلے وضو کے لئے سبیل شمال کی طرف ہے۔ پاس ہی بیٹھے پانی کا کنواں ہے۔ پنڈ پپ بھی لگا ہے احاطہ کی غریب اور جنوبی دیوار کے ساتھ حجرے ہیں اور مشرقی جانب سجادہ نشینوں اور عقیدت مندوں کی پختہ اور خام قبریں اکثر پرکتے لگے ہیں۔ سجادہ نشین صاحب کے جھروکے دار نشست گاہ اور زائرین و زائرات کے لئے الگ الگ حجرے لکھ کر نمایاں کئے گئے ہیں (مطلع ۱۲ تاریخ جلیلہ)

تاریخ رحلت حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ

روضہ کے داخلی دروازہ پر آپ کے مرید ملاح اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی موزوں تاریخ یہ لکھی ہے۔

میاں میر سر دفتر عارفان
کہ خاک درش خاک اکسیر شد
سفر جانب شر جاوید کرد
ازین محنت آباد دلگداز شد
خود ہر سال وفاتش نوشت
بفرودس والا میاں میر شد

۱۰۳۵ھ

عرس حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر جو ۷ ربیع الاول سے شروع ہوتا ہے زائرین کی اس قدر بھیڑ ہوتی ہے کہ قتل دھرنے کو جگہ نہیں رہتی۔ عوام الناس کے علاوہ دور و نزدیک سے اہل دل اصحاب بھی بڑی عقیدت سے شامل ہوتے ہیں۔ آخری چار شنبہ مزار کے غسل کا دن بڑا پر رونق ہوتا ہے بعد نماز فجر ختم قرآن شریف ہوتا ہے پھر نعت خوانی ہوتی ہے۔

جع محمد لطیف مرحوم نے تاریخ لاہور میں لکھا ہے کہ علاوہ عرس میلہ کے روضہ پر اور میلے بھی دو ہر ساقی مینوں کی ہر بدھ کو ہوتے ہیں۔ جو بدھ (چہار شنبہ) کے میلے کہلاتے ہیں (صفحہ ۱۷۶)

حالات داراشکوہ

داراشکوہ جس نے حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مریدوں کے حالات شرح و بسط سے لکھے ہیں مناسب ہے کہ اس کے حالات مختصراً درج کتاب کئے جائیں۔

اس کا دادا جہانگیر اپنی ترک میں ۱۰ جلوس مطابق ۱۶۲۳ء کے واقعات میں لکھتا ہے کہ دوپہر رات گزری منگل کی رات ۲۹ صفر بہ طالع قوس پایا غرم (شاہ جہاں) کے ہاں آصف خان کی بیٹی سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جس کا نام میں نے داراشکوہ رکھا۔ امید ہے کہ اس کا قدم اس دولت ابد، پیوند اور اس کے اقبال مند باپ کے لئے مبارک اور میمون ہو گا۔

مرزا محمد ساقی اپنی تصنیف ساقی نامہ میں رقم طراز ہے کہ جب شاہ جہاں ۱۶۲۷ء میں لاہور آیا تو داراشکوہ اسے دہلی سے آگرہ لے جا کر سلطنت کے انتظام و اہتمام میں لگ گیا اور صوبہ جات کی خبریں اور بھائیوں کی عرضداشتیں روک دیں ان کے وکلاء کو قید کر دیا یہ حالت دیکھ کر محمد شجاع اس گمان سے کہ باپ رحلت کر چکا ہے بنگالہ میں تخت نشین ہو گیا۔ مراد بخش نے گجرات میں جلوس کیا اورنگ زیب نے اورنگ آباد سے بہانپور پہنچ کر بادشاہ کی عیادت کی عرضی بھیجی۔ داراشکوہ نے جواب ارسال کرنے نہ دیا اور فوج شاہی بھائیوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کی۔ پہلے پر تاب گڑھ میں اوجین سے سات کوس اورنگ زیب سے جنگ عظیم واقع ہوئی بادشاہی لشکر نے ہزیمت اٹھائی اس کے بعد داراشکوہ خود بڑی فوج لے کر اکبر آباد سے نکلا مگر مقابلہ میں شکست پا کر دہلی کی طرف بھاگ گیا۔ اورنگ زیب نے باغ اعزا میں جلوس فرمایا اور باپ کو نظربند کر کے اور مراد بخش کو قید خانہ میں بھیج کر داراشکوہ کا تعاقب کیا داراشکوہ لاہور پہنچا اور یہاں سے ملتان، ٹھٹھہ، بکھر اور نواح قندھار پہنچ کر سرگردان پھرا۔ اسی اثنا میں اورنگ زیب نے محمد شجاع کی شورش کی خبر سنی تو فوج کو داراشکوہ

کے تعاقب میں متعین کر کے خود بنگالہ کی طرف توجہ کی اور آگرہ سے بارہ منزل
سرائے کچھوہ کے پاس معرکے کا دن پڑا۔ محمد شجاع شکست پاکر منہزم ہوا۔ اور کچھ
عرصہ سرگردان رہ کر اسی طرف مریکہ۔

داراشکوہ اس طرف سے گجرات آیا ایک جمعیت فراہم کی اور اجپیر میں عالمگیر
سے لڑ کر شکست کھائی۔ پھر گجرات کی طرف بھاگ گیا وہاں سے گرفتار ہو کر دہلی میں
یکم ذی الحجہ ۱۰۲۹ھ کو قتل ہوا۔

تاریخ تالیف کتاب حیات میاں میر رحمتہ اللہ علیہ
(از پیر غلام دہلوی نائی مولف کتاب ہذا)

حیات میاں میر تالیف شد

چو از کلک نای بھہ آبرو

مرا گفت ہاتف کہ تاریخ سن

"حیات میاں میر خوب" است گو

۱۳۷۸ھ